عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

# ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

| جلد: ۳۹ | ۲۷ جمادی الاول تا ۵ جمادی الثانی ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ جنوری ۲۰۲۰ء | شمارہ: ۴ |
| --- | --- | --- |

حضرت مولانا
فدا الرحمن درخواستیؒ
کا وصال

## رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغامِ امن عالم

احسان اور ازدواجی زندگی

داخلی بگاڑ پر بھی غور کرنا چاہیے

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

## سیّدہ لڑکی کا غیر سیّد لڑکے سے نکاح

س:...... میں ایک سیّد خاندان سے ہوں، میری چار بیٹیاں ہیں جن کی ابھی تک شادی نہیں ہوئی اور عمر نکلتی جارہی ہے، خاندان کے رواج کے مطابق سیّد لڑکے سے ہی شادی ہوسکتی ہے۔ غیر سیّد اچھے اور مناسب رشتے آتے ہیں لیکن میں مجبور ہوں خاندانی رواج کی وجہ سے، میں سخت پریشان ہوں کہ کیا کروں؟ کیا شریعت میں ایسی کوئی پابندی ہے کہ غیر سیّد لڑکوں سے سیّدہ لڑکی کا نکاح نہیں ہوسکتا؟

ج:...... ولی اگر سیّدہ لڑکی کا نکاح اس کی اجازت سے کسی غیر سیّد سے کردے تو یہ نکاح منعقد ہوجائے گا۔ اسلام میں ایسی کوئی پابندی نہیں ہے کہ سیّد اور غیر سیّد ایک دوسرے کے خاندان میں رشتے نہیں کرسکتے۔ عوام میں یہ بات مشہور ہے جو بالکل غلط ہے۔ صحیح یہ ہے کہ اگر دینی اور دنیاوی اعتبار سے کوئی مناسب رشتہ مل جائے تو لڑکی کا نکاح کردینا چاہیے۔ خود ساختہ رسم ورواج کی وجہ سے لڑکی یا لڑکے کا نکاح نہ کرنا اور لڑکی کو بٹھائے رکھنا شرعاً و عقلاً درست نہیں۔

’’لو زوجها احد الأولياء من غير كفؤ برضاها من غير رضا الباقين يجوز عند عامة العلماء۔‘‘ (بدائع الصنائع، ج:۲،ص:۳۱۸)

## اہل کتاب عورت سے مسلمان مرد کا نکاح

س:...... کیا اسلام میں یہ اجازت ہے کہ ایک مسلمان عورت کسی یہودی یا عیسائی سے شادی کرے؟ جیسے کہ ایک مسلمان مرد کو اجازت ہے کہ وہ کسی یہودی یا عیسائی عورت سے شادی کرسکتا ہے؟

ج:...... شرعاً ایک مسلمان عورت کسی اہل کتاب مرد (یہودی، عیسائی) سے نکاح نہیں کرسکتی۔ اسلام نے اسے اجازت نہیں دی، اس میں بہت سی حکمتیں اور مصلحتیں ہیں، ہاں ہر مسلمان مرد کو اجازت دی ہے کہ وہ کسی اہل کتاب عورت (یہودی، عیسائی) سے نکاح کرسکتا ہے، لیکن ایسے اہل کتاب جو اپنے دین کو صحیح مان کر اس پر عمل پیرا ہوں۔ اگر کوئی یہودی یا عیسائی عورت ایسی ہو کہ وہ دین کو ہی نہ مانتی ہو اور دہریہ سوچ رکھتی ہو تو اس کے ساتھ ایک مسلمان کا نکاح نہیں ہوسکتا۔

’’ولا يجوز تزوج المسلمة من مشرك ولا كتابى كذا فى السراج الوهاج۔‘‘

(عالمگیری، ج:۱،ص:۲۸۲)

واللہ اعلم بالصواب

# ہفت روزہ ختم نبوۃ

مجلس ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۹ ۲۷/جمادی الاول تا ۵/جمادی الثانی ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱/جنوری ۲۰۲۰ء شمارہ:۴



**سرپرست**

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

**مدیر اعلیٰ**

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

**نائب مدیر اعلیٰ**

مولانا محمد اکرم طوفانی

**مدیر**

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

**معاون مدیر**

عبداللطیف طاہر

**قانونی مشیر**

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

**سرکولیشن مینیجر**

محمد انور رانا

**تزئین و آرائش:**

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان


اس شمارے میں!


| | | |
|---|---|---|
| ایک اور سنگِ میل عبور ہوگیا | ۵ | حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ |
| رحمت دوعالم ﷺ کا پیغامِ امن عالم | ۸ | جناب نجم العارفین صاحب |
| حضرت مولانا فداء الرحمٰن درخواستیؒ کا وصال | ۱۱ | مولانا زاہد الراشدی مدظلہ |
| داخلی بگاڑ پر بھی غور کرنا چاہئے! | ۱۳ | مولانا شمس الحق ندوی مدظلہ |
| احسان اور ازدواجی زندگی | ۱۵ | حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ |
| تہذیبِ اسلامی | ۱۸ | مولانا سیف الرحمٰن |
| نزولِ عیسیٰ علیہ السلام اور مرزائی عقیدہ (۲۵) | ۲۰ | بیان: مولانا محمد علی جالندھریؒ |
| مولانا شجاع آبادی کے دعوتی و تبلیغی اسفار | ۲۳ | ادارہ |


**بیاد**

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ


**زرتعاون**

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر

فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

**WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019**

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) **IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019**

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT **0010010964710018**

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) **IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018**

**Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.**



رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

***Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)***

***Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi***

***Ph:32780337, Fax:32780340***

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

***Ph:061-4783486***

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199



ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

# احادیث قدسیہ

سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلوی

## خدا کا دیدار

**حدیث قدسی ۲:** حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ سے ایک اور طویل روایت منقول ہے اس میں یوں ہے کہ جب اہل جنت اپنا سر اٹھائیں گے تو ناگاہ وہ محسوس کریں گے کہ حضرت حق تعالیٰ ان پر جلوہ فگن ہے اور فرماتا ہے، اے اہل جنت مجھ سے مانگو۔ اہل جنت عرض کریں گے، تجھ سے تیری رضامندی طلب کرتے ہیں، ارشاد ہوگا یہ میری رضامندی ہی تو ہے کہ میں نے تم کو اپنے گھر یعنی جنت میں داخل کیا ہے اور اپنی بزرگی اور کرامت سے تم کو نوازا ہے اور ان باتوں کا یہی وقت ہے پس مجھ سے مانگو عرض کریں گے ہم آپ سے زیادہ مانگتے ہیں پھر اہل جنت کے لئے سرخ یاقوت کے تیز رفتار گھوڑے لائے جائیں گے جن کی لگامیں سبز زمرد اور سرخ یاقوت کی ہوں گی ان کی برق رفتاری کا یہ حال ہوگا کہ نظر کے ساتھ ساتھ ان کا قدم بڑھتا ہوگا۔

اسی روایت میں ہے کہ یہ سب لوگ جنت عدن میں پہنچائے جائیں گے پس فرشتے عرض کریں گے اے رب ہمارے قوم حاضر ہے، صادقین کو مبارک ہو تابعداروں اور فرمانبرداروں کو جنت عدن میں آنا مبارک ہو، فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے یعنی اہل جنت کے سامنے سے حجاب اور پردہ ہٹادیا جائے گا، پس یہ اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھیں گے اور رحمٰن کے نور سے لطف اندوز ہوں گے۔ یہاں تک کہ اس وقت یہ آپس میں ایک دوسرے کو نہیں دیکھتے ہوں گے، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا ان کو ان کے محلوں میں واپس پہنچادو اور ہدایا اور تحائف ان کے ہمراہ کردو۔ پس سب لوگ واپس لوٹ آئیں گے اور اس وقت ایک دوسرے کو دیکھے گا۔ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کے قول: ''نزلاً من غفور رحیم ۔'' یعنی اس خدا کی طرف سے مہمان نوازی ہے جو غفور رحیم ہے۔ کا یہی مطلب ہے۔ (ابو نعیم، بیہقی)

ہم نے روایت کو مختصر کردیا ہے اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ دیدار الٰہی کے لئے سب کو جنت عدن میں جمع کیا جائے گا۔ محویت کا یہ عالم ہوگا کہ دیدار الٰہی کے وقت ایک کو دوسرے کی خبر نہ ہوگی، زیادہ سے مراد دیدار الٰہی ہے۔

---

# نماز

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

## صلوٰۃ التسبیح

(گزشتہ سے پیوستہ)

اس کے بعد ''اللہ اکبر'' کہتے ہوئے (چوتھی رکعت کے لئے) پھر سیدھا کھڑا ہو اور ہاتھوں کو ناف کے نیچے باندھ لے پہلے پندرہ مرتبہ ''سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم'' پڑھے، پھر پوری بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، سورہ فاتحہ، پھر کوئی سورت یا تین آیتیں پڑھے، پھر: ''سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم'' ۱۰ مرتبہ پڑھے، پھر ''اللہ اکبر'' کہتا ہوا رکوع میں جائے، رکوع کی تسبیح ''سبحان ربی العظیم'' تین مرتبہ پڑھنے کے بعد ''سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم'' ۱۰ مرتبہ پڑھے، پھر ''سمع اللہ لمن حمدہ'' کہتے ہوئے سیدھا کھڑا ہو اور ''ربنا لک الحمد'' کہتا ہوا سیدھا کھڑا رہے اور ''سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم'' ۱۰ مرتبہ پڑھے، پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدے میں جائے، سجدے کی تسبیح ''سبحان ربی الاعلیٰ'' ۱۰ مرتبہ پڑھے، پھر اللہ اکبر کہتا ہوا قعدے کی حالت میں سیدھا بیٹھ جائے اور ''سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم'' ۱۰ مرتبہ پڑھے، پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدے میں جائے، سجدے کی تسبیح ''سبحان ربی الاعلیٰ'' تین مرتبہ پڑھنے کے بعد ''سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم'' ۱۰ مرتبہ پڑھے، پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے قعدے کی حالت میں بیٹھے اور پوری التحیات، درود شریف اور دعا پڑھے۔ پھر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہوئے سیدھے ہاتھ کی طرف گردن گھمائے پھر اسی طرح السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہوئے الٹے ہاتھ کی طرف گردن گھمائے اس طرح صلوٰۃ التسبیح کی نماز مکمل ہوجائے گی۔

اداریہ
حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

# ایک اور سنگِ میل عبور ہوگیا

**الحمد للّٰہ وکفٰی وسلام علٰی سید الرسل وخاتم الانبیاء. اما بعد!**

اسلام کے اساسی اور بنیادی عقیدہ ''ختم نبوت'' کے تحفظ کی جدوجہد کا آغاز خود رحمت عالمﷺ کی ذات اقدس سے ہوا۔ آپﷺ نے جھوٹے مدعی نبوت اسود عنسی کے فتنہ کوفرو کرنے کے لئے سیدنا فیروز دیلمیؓ کی ڈیوٹی لگائی۔ انہوں نے فرمان نبویﷺ کی تکمیل کے لئے سب سے پہلے میدان تحفظ ختم نبوت میں قدم رکھا اور کامیابی وکامرانی نے ان کے ایسے قدم چومے کہ خود آپﷺ نے اپنی زبان اقدس سے فرمایا: ''فاز فیروز'' فیروزؓ کامیاب ہوگیا۔

امت مسلمہ میں سب سے پہلے خلیفہ سیدنا صدیق اکبرؓ نے جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے خلاف یمامہ کے میدان میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا معرکہ برپا کیا اور اس فتنہ کے بانی مسیلمہ کذاب کو پیوند خاک کیا۔ تاریخ اسلام گواہ ہے کہ ابتداء اسلام سے لے کر آج تک جب کبھی، کہیں، کسی بھی جھوٹے نے دعویٰ نبوت کیا، امت مسلمہ نے اپنا ایمانی فرض اوّلین سمجھ کر اس کذاب ودجال کا تعاقب کیا۔

عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی داستان عشق ومحبت کو ہمیشہ تاریخ اسلام کی امّہات الکتب میں سال بہ سال اہم واقعات کے تذکروں میں محفوظ کیا گیا۔ ان جھوٹے مدعیان نبوت اور ان کے پیروکاروں کی دسیسہ کاروں کا تذکرہ تاریخ الکامل ابن اثیر، فتوح البلدون، طبری، طبقات، البدایۃ والنہایۃ، ابن خلدون، ابن عساکر اور دیگر کتب تاریخ میں جگہ جگہ موجود تھا۔ اسی طرح ابوالمظفر الاسفرائینی کی ''التبصیر فی الدین''، محمد حسین العلوی کی ''بیان الادیان'' ابوالحسن الاشعری کی ''مقالات الاسلامیین'' اور ابی منصور عبدالقاہر بن طاہر بن محمد البغدادی (متوفی ۴۲۹ھ) کی ''الفرق بین الفرق'' ان تمام کتب کو سامنے رکھ کر مولانا ابوالقاسم محمد رفیق دلاوریؒ (۱۸۸۳ء-۱۹۶۰ء) نے خیرالقرون کے دور سے لے کر اپنی وفات (۱۹۶۰ء) تک کے وہ تمام جھوٹے مدعیان نبوت، مسیحیت، مہدویت اور اس قسم کے دوسرے مدّعیان جنھوں نے ملت حنیف میں رخنہ اندازیاں کیں اور اسلام کے لئے مارآستین ثابت ہوئے۔ ان کے حالات ''ائمہ تلبیس'' میں قلم بند کردیئے۔ ان کذاب مدعیان نبوت میں سے ایک اکذب الکذّابین، ملعون قادیان مرزا غلام احمد قادیانی بھی تھا۔ اس کے حالات وواقعات پر مشتمل مستقل کتاب ''رئیس قادیان'' بھی آپ نے تحریر کی۔ جس میں قریباً ۱۹۳۴-۳۵ء تک حالات آ گئے ہیں۔

مجلس احرار الاسلام کل ہند کی ختم نبوت کانفرنس قادیان ۱۹۳۴ء سے لے کر دسمبر ۲۰۱۹ء تک کی تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد یکجا کہیں سے مل جاتی تو گویا خیرالقرون سے آج تک کی یہ تاریخ قلم بند ہوکر منصۂ شہود پر آ جاتی۔ یہ سعادت اللہ رب العزت نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے حصہ میں لکھی تھی کہ سب سے پہلے ''تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء'' کی کتاب شائع کی جو ۱۹۳۴ء سے ۱۹۵۳ء کے حالات پر مشتمل ہے۔ پھر ۱۹۵۴ء سے ۱۹۷۴ء کے ابتدائی حالات تک کتاب مرتب کی جو ''تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء جلد اوّل'' کے نام پر معرض وجود میں آئی۔ ۲۹؍مئی ۱۹۷۴ء واقعہ چناب نگر سے لے کر ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کے فیصلہ تک کے حالات پر مشتمل کتاب ''تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء جلد دوم'' کے نام پر شائع ہوئی۔ پھر ستمبر ۱۹۷۴ء کے قومی اسمبلی کے تاریخی فیصلہ کے بعد تحریک ختم نبوت ۱۹۸۴ء امتناع قادیانیت قانون کی منظوری تک کے حالات وواقعات کو ''تحریک ختم نبوت ۱۹۸۴ء'' کے نام پر

مرتب کر کے شائع کیا گیا۔

اب ضرورت تھی کہ ۱۹۸۵ء سے ۲۰۱۹ء تک کے حالات وواقعات اور تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد کی تاریخ کو مرتب کر دیا جائے تا کہ خیر القرون کے عہد مبارک سے لے کر ۲۰۱۹ء تک کی پوری تاریخ تحفظ ختم نبوت محفوظ ہو جائے۔ چنانچہ ''تحریک ختم نبوت'' کے نام پر اس پوری جدوجہد کی مبارک یادوں کو مرتب کرنے کا عزم کیا۔ پہلے خیال تھا کہ ''ائمہ تلبیس'' اور ''رئیس قادیان'' دونوں کتابوں کو بھی اس سیٹ کا حصہ بنا دیا جائے۔ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، جناب محمد متین خالد، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا مفتی محمد راشد مدنی سے مشورہ کیا۔ لیکن کسی نتیجہ پر نہ پہنچ پائے۔ پھر حضرت مولانا زاہد الراشدی سے رہنمائی کی استدعاء کی تو آپ نے فرمایا کہ اس کام کے لئے ملتان آؤں گا۔ دو تین دن رہ کر اس پر مشورہ بھی مکمل کریں گے۔ اس کا دیباچہ بھی لکھوں گا اور یہ کہ اس دوران میں لائبریری سے بھی استفادہ ہو جائے گا۔ اس کرم فرمائی کو نیک فال سمجھا اور باعث سعادت بھی۔ موعودہ دن گزر گئے۔ مصروفیت نے انہیں اس طرف آنے کا نہ چھوڑا۔

۲۸؍دسمبر ۲۰۱۹ء کو مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ تبلیغ کے ملک بھر کے رفقاء کا اجلاس تھا۔ سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر کی تیاری کے لئے مشاورت کے دوران ان حضرات نے فیصلہ کیا۔ اس سال شرکاء کورس کو تحریک ختم نبوت کا مکمل سیٹ دیا جائے۔ الحمد للہ! جمع وترتیب، کمپوزنگ، پروف ریڈنگ کا کام تکمیل کے مراحل میں تھا۔ اجلاس نے مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا محمد وسیم اسلم، جناب محمد عدنان سنپال پر مشتمل کمیٹی قائم کر دی کہ وہ سنین کے اعتبار سے ۱۹۳۴ء سے ۲۰۱۹ء تک یوں چھیاسی سال (گویا) ایک صدی کی تحفظ ختم نبوت کی ایمان پرور، جہاد آفریں، حقائق افروز جدوجہد کی تاریخ کی ترتیب قائم کر دیں۔ جتنی جلدوں کا سیٹ تیار ہو جائے فوری پریس بھجوا دیا جائے۔ مارچ ۲۰۲۰ء کے آخر تک چھپ جائے۔ تا کہ اپریل میں ختم نبوت کورس کے اختتام پر شرکاء کورس کو مجلس کی طرف سے پیش کر دیا جائے۔ چنانچہ ۲۹؍دسمبر ۲۰۱۹ء کو سہ رکنی کمیٹی نے ''تحریک ختم نبوت'' کتاب کے حجم اور سنین کو سامنے رکھ کر ترتیب قائم کی تو اس کی دس ضخیم جلدیں 20x30/8 کا سائز طے ہوا جس کی تفصیل یہ ہے:

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| جلد اوّل | ۱۹۳۴ء | تا | ۱۹۵۳ء | جلد دوم | ۱۹۵۴ء | تا | ابتداء ۱۹۷۴ء |
| جلد سوم | ۲۹؍مئی ۱۹۷۴ء | تا | ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء | جلد چہارم | ۸؍ستمبر ۱۹۷۴ء | تا | ۳۱؍دسمبر ۱۹۸۵ء |
| جلد پنجم | ۱۹۸۶ء | تا | ۱۹۹۱ء | جلد ششم | ۱۹۹۲ء | تا | ۱۹۹۷ء |
| جلد ہفتم | ۱۹۹۸ء | تا | ۲۰۰۳ء | جلد ہشتم | ۲۰۰۴ء | تا | ۲۰۱۰ء |
| جلد نہم | ۲۰۱۱ء | تا | ۲۰۱۶ء | جلد دہم | ۲۰۱۷ء | تا | ۲۰۱۹ء |

۱۹۷۴ء کے بعد سے ۲۰۱۹ء کے آخر تک التزام کیا ہے:

۱......سالانہ ختم نبوت کانفرنسوں چنیوٹ/ چناب نگر کی پوری رپورٹ۔

۲......ملتان/ چناب نگر سالانہ ختم نبوت کورس کی رپورٹ اور شرکاء کے اسماء گرامی (بہت سارے صفحات ہر سال ناموں کے اندراج کے لئے صرف ہوئے) لیکن یہ چیزیں تاریخ وریکارڈ کا حصہ ہیں۔ اس کے بغیر چارہ نہ تھا۔

۳......مدرسہ عربیہ ختم نبوت چناب نگر کے درجہ حفظ، دورۂ حدیث شریف اور سالانہ تخصص کی کلاسوں میں پڑھنے والے حضرات کی تفصیلی فہرست شامل کی گئی۔

۴...... برطانیہ کی ختم نبوت کانفرنس کی سال بہ سال کی تفصیلی رپورٹ۔

۵......سال میں ہونے والی ختم نبوت کانفرنسوں، کورسز، انعام گھر کی رپورٹیں۔

۶...... ہر سال جو قادیانی مسلمان ہوئے ان کی خبریں۔

۷......بعض سرکردہ قادیانیوں کے قبول اسلام اورترک قادیانیت کی رپورٹیں اورانٹرویوز۔

۸......انڈیا، افریقہ اور دنیا بھر میں کورسز، اجتماعات اور کانفرنسوں کی جو کارروائی میسر آتی گئی۔

۹......سال بھر میں جہاں کہیں نیا قادیانی قضیہ کھڑا ہوا اس کے خلاف امت کی جدوجہد کی رپورٹ۔

۱۰......قادیانیوں سے متعلق عدالتی فیصلوں کے مکمل متن۔

۱۱......حکومتی سطح پر قادیانی جماعت کی قانون شکنی اور اس کا ردّعمل۔

۱۲......قادیانیت سے متعلق اہم شخصیات کے مضامین، تجزیہ، رپورٹیں۔

۱۳......سال بھر میں اہم دینی شخصیات کی وفیات کی فہرست۔

۱۴......قادیانی مسائل سے متعلق حسب ضرورت حکومتی ارکان کو مرسلہ خطوط کے متن۔

۱۵......لمحہ بہ لمحہ ملک عزیز میں قادیانیوں سے متعلق امت کی جدوجہد جس جس مرحلہ سے گزرتی رہی اس کی مکمل عکاسی۔

اسی طرح دیگر بہت سارے ایسے عنوانات جو معلومات کا بیش بہا خزانہ، تاریخ کا ورثہ، منہ بولتے حقائق، آپ پڑھیں تو محسوس ہو کہ آپ تحریکی جدوجہد کے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔اعتراف ہے کہ سب کچھ جمع نہیں کر پائے۔ لیکن اتنا کچھ جمع ہوگیا ہے جو کہیں بھی یکجا نہیں تھا۔ بلا مبالغہ قریباً صدی بھر کا بکھرا ہوا قیمتی اثاثہ یکجا کر کے جواہر کی مالا تیار کر دی ہے۔ مسلمانوں کے لئے روح پرور اور منکرین کے لئے روح فرسا ہے۔

عالمی مجلس کی پون صدی کی مجلس شوریٰ، مجلس عاملہ اور مجلس عمومی کے اجلاس کی قابل اشاعت کارروائیاں شائع کر دی گئیں۔ یہ تمام تر ریکارڈ عالمی مجلس کے ترجمان پہلے ہفت روزہ پھر ماہنامہ لولاک، ہفت روزہ ختم نبوت میں شائع سرمایہ سے لیا گیا۔ تمام اخبارات یا دیگر رسائل کا احاطہ نہیں کر پائے۔اس سے بلاشبہ ضخامت کے بڑھنے کا خوف تھا۔ ہم نے ایک شاہراہ متعین کر دی ہے۔اس کو مزید پھیلایا اور بڑھایا جاسکتا ہے۔ تمام مکاتب فکر کی جس جدوجہد کا جو ریکارڈ ملا وہ شامل کر دیا۔ جو نہیں ملا یا تلاش نہ کر پائے، وہ آپ عنایت کریں تو آئندہ شامل کیا جائے گا۔ جماعتی احباب توجہ کریں کہ یہ دس جلدوں پر مشتمل ہزاروں صفحات کی کتاب جہاں ''تحریک ختم نبوت'' کی رپورٹ ہے۔ وہاں مجلس کی کارکردگی بھی محفوظ کر دی ہے۔ جو کچھ ہم سے ہو پایا وہ جمع کر دیا ہے۔ جو رہ گیا ہے اس کی دلالت، دلالت علی الخیر ہے جو شکریہ کے ساتھ قبول ہوگی۔ ہمت کرو، کرنے کا کام ہے۔ ورنہ مشورہ دینا اور اعتراض کرنا کیا مشکل ہے۔حق تعالیٰ شانہ اس محنت کو قبول فرمائیں۔اپنے بزرگوں (جمعیۃ علماء اسلام، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت) اور دیگر اکابر کی جدوجہد کے تذکرے پڑھیں اور آگے بڑھیں اور بڑھتے ہی چلے جائیں۔حرکت کا نام زندگی ہے اور جمود کا نام......

آخر میں بہت شکر گزار ہوں اپنے برادر مولانا محمد وسیم اسلم صاحب کا انہوں نے اس کتاب کی تکمیل کے لئے وہ محنت کی کہ میرا رُواں رُواں ان کے لئے سپاس گزار ہے۔حق تعالیٰ تمام رفقاء وشریک کار حضرات کو بہت ہی جزائے خیر دیں۔

**وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیّدنا محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہ اجمعین**

# رحمتِ دو عالم ﷺ کا پیغامِ امنِ عالم

جناب نجم العارفین صاحب

حضرت انسان روزِ اول سے ہی جیسے اپنی ابتدا میں خلاّق عالم کا محتاج ہے ایسے ہی وہ اپنی بقا میں، رہن سہن اور طور اطوار میں بھی اسی پاک ذات کے قانون کا پابند ہے، چنانچہ حق تعالیٰ جل شانہ نے اس انسان کو عالم دنیا میں بھیجنے کے بعد اس کی رہنمائی کے لئے حضرات انبیاء علیہم السلام کا روحانی سلسلہ بھی شروع فرمادیا، جنہوں نے اپنے اپنے ادوار میں انسانیت کی صحیح رہنمائی اور ہدایت الی الحق کا فریضہ سرانجام دیا۔

جب کائنات عالم اپنی طبعی عمر کو پہنچی تو ایک ایسی روشنی اور ابدی تعلیم و ہدایت کی متلاشی اور ضرورت مند ہوئی جو تاقیام قیامت انسانیت کی رہبری و رہنمائی کی ضامن ہو، چنانچہ حق تعالیٰ جل شانہ نے اس آخری ہدایت کے لئے سرتاج انبیاء رحمت دو عالم، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، خود حق تعالیٰ جل شانہ نے ''قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین'' کے ذریعے اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً'' کے ذریعے عالمی وابدی نبوت کا اعلان فرمایا، جس کا مطلب یہ تھا کہ آپ کا پیغام اور آپ کی دی ہوئی تعلیمات قیامت تک کے لئے ہر دور اور زمانہ میں انسانیت کی راہبری کے لئے کافی ووافی ہے، اب انسانیت کی فوز وفلاح کے لئے مزید کسی قانون اور نظام کی ضرورت نہیں۔

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم عالم انسانیت کے نام جو آخری پیغام لے کر آئے وہ عالمی پیغام ہے یعنی رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پیغام امن عالم لے کر آئے اس کی بڑی دلیل یہ ہے کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جس معاشرے میں مبعوث ہوئے وہ جہالت اور بُرائیوں کی دلدل میں ایسا دھنسا ہوا تھا جس نے تاریخ کی کسی گندگی کو نہ چھوڑا، سود، زنا، ناچ گانا، شراب نوشی، بت پرستی، عریانی وفحاشی، نسلی و لسانی عصبیت، غرض اخلاقی گراوٹ کی جو آخری حد ہوسکتی تھی وہ اس حد تک گئے.... مگر تاریخ عالم نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی چند سالوں کی انتھک محنت اور مشن پر ثابت قدمی کے بعد ان لوگوں کا وہ دور بھی دیکھا کہ جو لوگ ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے انہوں نے ایثار و قربانی کی وہ تاریخ رقم کی کہ خود پیاسے تڑپتے ہوئے جان دے دی، مگر دوسرے زخمی بھائی سے پہلے پانی پینا گوارا نہ کیا.... شراب جن لوگوں کی زندگی کا لازمی حصہ تھی اس سے نفرت کا اظہار محض اس کے چھوڑنے سے نہ کیا بلکہ اس تک پہنچنے کے ذرائع کو تہہ تیغ کر ڈالا گھروں میں موجود شراب کے مٹکے بھی توڑ ڈالے اور شراب گلیوں میں پانی کی طرح بہتی نظر آئی.... ایک خاتون جس کے لئے پہلے اپنی عزت بچانا مشکل تھا وہ اب تن تنہا حضر موت سے بعلبک تک اپنے زیورات سمیت چلی جاتی ہے، مگر اسے اپنی عزت اور مال کے بارے میں کسی کا خوف نہیں.... اور اسے کوئی تنگ کرنے والا نہیں۔

انسانی اخلاق واقدار میں ایسی عظیم تبدیلی کی مثال چشم فلک نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی.... یہ سب کچھ کیسے ہوا؟ اس سوال کا جواب صرف اور صرف یہی ہے کہ یہ برکت ہے رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پیغام امن عالم کی جو آپ دکھی انسانیت کے نام لے کر آئے۔

یہ سب کچھ آپ کے اس انقلابی پیغام کا ہی اثر تھا کہ ایک عرصہ سے زنگ آلود ذہن پاک اور صاف ہوگئے، منفی سوچیں مثبت خیالات میں بدل گئیں، دلوں یں اس حد تک نرمی پیدا ہوگئی کہ سفاک اور شقی مزاج اتنے بے رحم کہ نومولود بے گناہ معصوم بچیوں کو زندہ درگور کردیتے تھے وہ سب رحیم وشفیق بن گئے، بچیوں سے نفرت و کراہت رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام امن کی برکت سے محبت و پیار سے بدل گئی جو لوگ ان معصوم بچیوں کی کفالت سے دور بھاگتے تھے اب اس کی پرورش کو سعادت سمجھنے لگے، یہ سب عقیدت ومحبت کے محض لفاظی دعوے نہیں بلکہ تاریخ اسلامی ان کی درخشندہ مثالوں سے بھری پڑی ہے، یہاں ہم موضوع کی مناسبت

سے طوالت سے بچنے کے لئے صرف ایک مثال پیش کر کے بات کو آگے بڑھاتے ہیں۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۷ ہجری میں عمرہ کی ادائیگی کے بعد مکہ سے واپس لوٹتے ہیں تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی امامہ چچا چچا پکارتے ہوئے آپ کے پیچھے دوڑتی ہے تو حضرت علیؓ اسے اپنے ہاتھوں میں اٹھا لیتے ہیں جبکہ وہاں حضرت زید و جعفر طیار رضی اللہ عنہما بھی موجود ہوتے ہیں، ان حضرات کے درمیان سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بچی کی کفالت کے بارے میں بحث شروع ہو جاتی ہے، حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میرے چچا کی بیٹی، میری پرورش میں ہوگی۔ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ بطور دلیل عرض کرتے ہیں کہ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے لہٰذا یہ میری کفالت میں آنی چاہئے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ میرے مذہبی بھائی حمزہؓ کی بیٹی ہے، اس کی ذمہ داری مجھے ملنی چاہئے.... رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رحمت بھرے الفاظ میں یوں گویا ہوتے ہیں: ''الخالة بمنزلة الام'' (بخاری، ج:۲،ص:۶۱۰) اور بچی حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے سپرد فرما دیتے ہیں... اس ایک مثال میں غور کیا جائے کہ یہ جذبات کس عظیم انقلاب کا اثر تھے؟

وگرنہ بچی تو وہی ہے جس کی پیدائش کچھ عرصہ قبل اسی معاشرہ میں باعث ننگ و عار تھی جس کی پرورش کے بجائے اس کے خون سے ہاتھ رنگنے کو ترجیح دی جاتی تھی، اس کی ولادت پر چہرے سیاہ ہو جاتے تھے، یکدم اس بچی کی پیدائش رحمت کا پیغام کیوں بن گئی؟ اس کا جواب بھی صرف یہی ہے کہ یہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پیغام امن عالم کا ہی اثر ہے ورنہ یہاں اکراہ و جبر کا نام تک نہیں، کوئی خاص دنیوی اغراض و مقاصد بھی نظر نہیں آتے، یقیناً یہ پاکیزہ احساسات رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ پیغام امن عالم کا ہی کرشمہ تھا۔

پیغمبر اسلام کے اس پیغام کے عالمی ہونے کی ایک اور روشن دلیل آپ کے پیغام امن عالم کا دستور اعظم قرآن عظیم الشان ہے، اگر اس کا گہرائی سے مطالعہ کیا جائے تو اس سے انسانیت کو وہ سنہری اور جامع اصول ملتے ہیں جو ہر فرد بشر خواہ وہ زندگی کے جس شعبہ سے تعلق رکھتا ہو اس کی گھریلو زندگی کا معاملہ ہو یا کاروباری، مسجد کا ہو یا بازار کا کس جگہ پر کیسے معاملہ اور برتاؤ کرنا ہے، اس کی مکمل رہنمائی کرتے ہیں، جس سے صرف اس فرد کی زندگی میں ہی انقلاب نہیں آتا بلکہ سارے معاشرے اور ملک تک کی اصلاح ہو جاتی ہے.... جس کے لئے ہم بطور مثال آپ کے عظیم جانشین حضرت خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کے ادوار خلافت کو پیش کر سکتے ہیں، خصوصاً خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دور خلافت تو تاریخ اسلامی بلکہ تاریخ انسانی میں حکمرانی اور امن و امان کے لحاظ سے ایک سنہری دور کہا جاتا ہے، جس میں انسان تو کیا جانور تک دوسرے پر ظلم نہ کرتے تھے، غرباء فقراء کی کفالت ایسے کی جاتی تھی کہ زکوٰۃ دینے کے لئے فقراء ڈھونڈنے سے نہ ملتے تھے، حتی کہ بعض ایسے تاریخی اقدامات کئے کہ آج تک دنیا صرف اس کی معترف ہی نہیں بلکہ تقلید کرتی چلی آ رہی ہے، یہ سب رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام امن عالم کا عملی نمونہ تھا جس کا دنیا نے وقتاً فوقتاً بلکہ آپ کے رحلت فرما جانے کے بعد بھی بارہا مشاہدہ کیا۔

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام تمام عالم کے لئے امن کی دولت رکھتا ہے، اس کی تیسری بڑی دلیل آپ کے مبارک ارشادات و افعال کا صحیح اور انتہائی محفوظ ذریعہ سے امت تک پہنچنا ہے حتی کہ ہر وہ چیز جس کی تھوڑی سی نسبت جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کی طرف ہوگئی تو آپ کے عظیم جاں نثاران حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اسے محفوظ کر کے امت کو پہنچایا۔

یہی بات برصغیر کے محدث عظیم حضرت شیخ شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سیرت کی تعریف میں ان الفاظ سے کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی ولادت مبارکہ سے لے کر دنیا سے تشریف لے جانے تک جو کچھ متعلق ہے، اس سب کی تفصیل کو اسلامی علوم وفنون کی اصطلاح میں سیرت کہتے ہیں، گویا آپ کی احادیث مبارکہ بھی سیرت کا حصہ ہیں اور تاریخ انسانی کے اندر اتنی محفوظ اور جامع ترین سیرت کسی بشر کی نہیں اور یہ محض دعویٰ نہیں بلکہ منصف مزاج غیر مسلم مفکرین بھی اس کے معترف ہیں۔

یہ سب کچھ منجانب اللہ طے شدہ تھا تاکہ پیغمبر اسلام کے پیغام امن کا دستور قرآن پاک جو انسانوں کے عمل کے لئے ہے قیامت تک ان کو اس پر عمل کا نمونہ مل جائے کیونکہ جس پیغمبر کو

''وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین'' کا مصداق بنا کر بھیجا ہے، اس کی رحمت کا تقاضا یہ ہے کہ اس کا ہر قول وفعل اپنے اندر بے انتہا برکتیں اور رحمتیں سمیٹے ہوئے ہے اور انسانیت اس سے قیامت تک امن کا درس لے سکے، لہٰذا یہ بات کہنے میں کوئی مبالغہ نہیں کہ ذخیرہ احادیث اور مجموعہ سیرت رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام امن عالم ہے جو اپنی صحیح شکل میں موجود ہے اور قیامت تک دکھی انسانیت کی رہبری و رہنمائی کرتا رہے گا۔

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام امن عالم کے باعث امن و رحمت ہونے کی آخری دلیل اس کا ہر دور کے اندر قبول عام ہے، اہلِ اسلام رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پیغام امن کو لے کر دنیا کے جس خطے میں گئے لوگ جوق در جوق اس پیغام کو قبول کرتے اور اس کے نظام امن کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوتے گئے، اسی پیغام امن کی برکت تھی مسلمان جہاں گئے کامیابی نے ان کے قدم چومے اور باطل اور اس کا نظام مٹتا چلا گیا، یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے صدیوں دنیا کے اس وسیع خطے پر حکمرانی کی اور عدل و انصاف، امن و امان اور مساوات انسانی کی ایسی درخشندہ مثالیں قائم کیں جس کی دنیا ایک عرصے سے متلاشی تھی یہ سب کچھ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام امن عالم کا انقلابی اثر تھا۔

تاریخ شاہد ہے کہ جب تک اہل اسلام رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پیغام امن عالم پر کاربند رہے تو دنیا امن کا گہوارہ بنی رہی اور جب بھی اس پیغام امن سے روگردانی اختیار کی تو دنیا ظلم وستم کی چکی میں پستی چلی گئی اور آج بھی جو دنیا قتل وغارت گری اور بدامنی میں ڈوبی ہوئی ہے اس کی واحد وجہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عالمی پیغام امن سے کنارہ کشی اور نام نہاد موجودہ امن کے علمبرداروں کے ساتھ اس دہشت گردی کے مٹانے میں اتحاد ہے جو درحقیقت اہل ِاسلام ہی کے خلاف شروع کی گئی ہے۔

اگر اہل اسلام اپنے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پیغام امن عالم کو سمجھیں اور اس کے دستور اعظم جو آج بھی زندہ شکل میں ان کے پاس موجود ہے، اس کی تعلیمات پر صدق دل سے عمل پیرا ہوں تو نہ صرف اپنے رب کے ہاں سرخرو ہوں بلکہ انسانیت کا ہر ہر فرد موجودہ ظلم و بے سکونی سے نجات حاصل کرے، کیونکہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پیغام امن عالم صرف اہلِ اسلام ہی کی ضرورت نہیں بلکہ انسانیت کا ہر ہر فرد اس کا محتاج ہے اور یہ پیغام قیامت تک کی انسانیت کے لئے اپنے اندر راحت وسکون کی لازوال ضمانت رکھتا ہے۔

حق تعالیٰ جل شانہ اپنے فضل وکرم سے اہل اسلام کو باہمی اختلاف وانتشار سے بچنے اور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پیغام امن عالم پر کامل طور پر عمل پیرا ہونے کی توفیق نصیب فرماویں۔ آمین۔☆☆

## شانِ مصطفیٰ کانفرنس، گھوٹکی

گھوٹکی (محمد مبشر گجر) ۶ دسمبر بروز جمعہ بعد نماز مغرب سرکاری باغ گھوٹکی میں عظیم الشان شانِ مصطفیٰ کانفرنس زیرانتظام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت وسیرت کمیٹی، زیرصدارت امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گھوٹکی سائیں سیّد نور محمد شاہ، زیرنگرانی ناظم حضرت مولانا محمد یوسف شیخ منعقد ہوئی۔ تلاوت ونعت شریف کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے مبلغ مولانا محمد حسین ناصر، حضرت مولانا حسن شاہ حیدری اباڑو، حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن لاہور، حضرت مولانا مفتی محمد طاہر ہالیجوی، حضرت مولانا سائیں عبدالمجیب بیر شریف والوں کے بیانات ہوئے۔ علماء کرام نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک اتنی بلند ہے کہ جو ان سے محبت رکھے گا، تعلق رکھے گا، تذکرہ کرے گا، پیار کرے گا، ان کے طریقوں پر چلے گا، ان کی اطاعت کرے گا، ان سے محبت کا اظہار کرے گا اور ان کے دشمنوں سے نفرت کرے گا، اللہ پاک اس کو بھی بلند کردے گا۔ انہوں نے کہا کہ انسان تو انسان میرے نبی سے تو جانور، چرند، پرند، درخت، پتھر، پہاڑ بھی محبت کرتے ہیں، ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو ایسی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والوں سے جو محبت کرتے ہیں، اللہ پاک ان کو بھی بلندیٔ درجات سے نوازتے ہیں اور جو بدبخت میرے نبی کی شان میں گستاخی کرے، دل میں بغض رکھے تو وہ ایسا ہے جیسے کوئی سورج یا چاند کے اوپر تھوک پھینکے، یہ گستاخی کرنے والے بدبخت ہیں۔ میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت اور آپ کی عظمت پر چوکیداری کرنے والے علماء اور مسلمان یہ کام اپنے لئے سعادت سمجھتے ہیں۔ کانفرنس رات ایک بجے اختتام پذیر ہوئی۔ کانفرنس کو کامیاب کرنے کے لئے سائیں سیّد نور محمد شاہ، مولانا محمد یوسف شیخ، مولانا رحمت اللہ حیدری، قاری نصیب الحق، مولانا محمد عظیم بھٹو نے بھرپور محنت کرکے کانفرنس کو کامیاب کیا۔ جزاک اللہ خیراً۔

# حضرت مولانا فداء الرحمٰن درخواستیؒ کا وصال

حضرت مولانا فداء الرحمٰن درخواستیؒ بھی کم وبیش پچاسی برس اس جہانِ رنگ و بو میں گزار کر اپنے رب کے حضور پیش ہوگئے ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میں جامعہ نصرۃ العلوم میں شش ماہی امتحانات کی وجہ سے ان دنوں مسلسل اسفار میں ہوں، ۳۰؍دسمبر پیر کو مردان کے قریب حضرت مولانا سید گل بادشاہ کے گاؤں سواڑیان میں ''شیخ الہند کانفرنس'' کے عنوان سے ایک پروگرام تھا، ظہر کے بعد اس میں شرکت ہوئی، میرے ساتھ وزیرآباد سے پروفیسر حافظ منیر احمد، جناب شیخ محمد بلال، حافظ محمد عمر فاروق اور حافظ شاہد میر شریک سفر ہیں۔ مغرب کے بعد باجہ صوابی میں ''ختم نبوت کانفرنس'' میں گزارشات پیش کرنے کا موقع ملا۔ اور رات دس بجے ہم جامعہ ابوہریرہ نوشہرہ میں مولانا عبد القیوم حقانی کے پاس بیمار پرسی کے لئے حاضر ہوئے جن کا گزشتہ دنوں دل کا آپریشن ہوا ہے۔

واپسی پر اگلے روز دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے ہوتے ہوئے اسلام آباد میں پاکستان شریعت کونسل کے امیر حضرت مولانا فداء الرحمٰن درخواستی سے ملاقات کے بعد گوجرانوالہ روانگی کا پروگرام تھا، حضرت سے رات سونے سے قبل رابطہ ہوا تو فرمایا کہ کل ظہر آپ میرے ساتھ پڑھیں گے اور پھر کھانا اکٹھے کھائیں گے۔ پروگرام طے کر کے ہم سو گئے مگر صبح اذان فجر سے قبل آنکھ کھلی تو موبائل نے صدمہ و رنج سے بھرپور اس خبر کے ساتھ ہمارے دن کا آغاز کیا کہ حضرت مولانا فداء الرحمٰن درخواستی کا رات اسلام آباد میں انتقال ہوگیا ہے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خانپور مولانا فضل الرحمٰن درخواستی سے رابطہ ہوا تو انہوں نے تصدیق کر دی، ہم نے نماز فجر پڑھتے ہی

**حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ**

اسلام آباد کی طرف روانگی کی اور راستہ اسی حوالہ سے ملک بھر رابطوں میں طے ہوا۔

ابھی دو روز قبل اسلام آباد میں پاکستان شریعت کونسل کا مشاورتی اجلاس تھا جو جامع مسجد محمدی شہزاد ٹاؤن میں ہوا۔ حضرت درخواستی بحریہ ٹاؤن میں اپنے عزیزوں کے ہاں قیام پذیر تھے اور اجلاس کے لئے ہی رکے ہوئے تھے۔ مگر طبیعت زیادہ خراب ہونے کے بعد اجلاس میں تشریف نہ لاسکے اور پاکستان شریعت کونسل کے نائب امیر اول مولانا قاضی محمد رویس خان ایوبی نے اجلاس کی صدارت کی۔ اجلاس کے بعد ہم کچھ ساتھی بحریہ ٹاؤن میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کچھ دیر محفل رہی۔ حضرت کا مزاج و ذوق تھا کہ محفل کوئی بھی ہو وہ تلاوت، نعت اور کوئی حدیث مبارکہ سننے یا سنانے کا اہتمام ضرور کرتے تھے۔ اس موقع پر بھی ایسا ہی ہوا، قاری محمد عثمان رمضان نے تلاوت کی، پروفیسر حافظ منیر احمد نے نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیش کی اور میں نے ایک حدیث مبارکہ سنائی جس کے بعد دعا پر مجلس اختتام پذیر ہوگئی۔

یہاں دو عجیب سے اتفاق ہوئے، ایک یہ کہ قاری محمد عثمان رمضان نے تلاوت میں سورۃ الفجر کی آخری آیات پڑھیں جن میں ''یاایتھا النفس المطمئنۃ'' کے ساتھ موت کے وقت مرد مومن کے لئے فرشتوں کے خیر مقدمی ماحول کا ذکر کیا گیا ہے۔ تلاوت شروع ہوئی تو میں نے چونک کر قاری صاحب کی طرف دیکھا، اسی کے ساتھ ہی مولانا فداء الرحمٰن درخواستی کی زبان سے یہ کلمات سنے کہ ''آیت تو موقع کے مطابق پڑھی ہے''۔ جبکہ دوسرا اتفاق یہ تھا کہ جب رخصت ہوتے وقت میں نے مولانا درخواستی کے چہرے پر نظر ڈالی تو ایک لمحے کے لئے میرے ذہن میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میں شاید ان کے والد حضرت مولانا عبد اللہ درخواستی رحمہ اللہ تعالیٰ کا چہرہ دیکھ رہا ہوں۔ پھر اسی مجلس میں انہوں نے یہ بات بھی کہہ دی کہ شاید یہ آخری ملاقات ہو، مگر میں نے کہا کہ نہیں حضرت! میں ۵ جنوری کو دو چار دن کے لئے جامعہ انوار القرآن کراچی آ رہا ہوں وہاں ملاقات ہوگی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اس کے بعد ہم واپس روانہ ہوگئے۔

مولانا فداء الرحمٰن کے ساتھ میری جماعتی رفاقت نصف صدی سے زیادہ عرصہ کو محیط ہے اور

ہم نے مختلف دینی تحریکات ومہمات میں اکٹھے کام کیا ہے۔ ان کے مزاج میں دوستوں کے ساتھ مشاورت کے ساتھ چلنا بطور خاص شامل تھا اور ان کی ساری زندگی اسی ذوق کے تسلسل سے عبارت ہے۔ دوستوں کی بات سننا، انہیں احترام دینا، ان کے مشورہ کو قبول کرنا اور اعتماد میں رکھنا ان کے مزاج کا حصہ بن گیا تھا۔ دینی مدارس کے قیام اور ان کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی انہیں اپنے والد گرامی حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی قدس اللہ سرہ العزیز سے ورثہ میں ملی تھی، اور ان کی نگرانی میں جامعہ انوار القرآن کراچی، مرکز حافظ الحدیث حسن ابدال اور مدرسہ تعلیم القرآن پتھورو سندھ کے مرکزی مدارس سمیت بیسیوں مدارس خدمات سر انجام دینے میں مصروف ہیں۔

دینی جماعتوں کی سرپرستی کرنا اور حسب موقع ان کی تائید وحمایت کرنا بھی حضرت درخواستی ہی کی روایت تھی جو ان کے جانشین کے طور پر مولانا فداء الرحمٰن درخواستی نے قائم رکھی اور دینی تحریکات کی سرپرستی کرتے رہے۔ وہ سب سے زیادہ زور اس بات پر دیتے تھے کہ ہمیں کسی بھی دینی جدوجہد کے لئے اپنے اکابر اور بزرگوں کے نقش قدم پر چلنا چاہئے، وہ کہتے تھے کہ اس میں برکت اور کامیابی ہے۔ اس کے ساتھ ہی تلاوت کلام پاک، احادیث نبویہ کا مسلسل تذکرہ اور اللہ اللہ کی تلقین بھی ان کے معمولات کا حصہ تھی۔ اور وہ اسی طرز زندگی کے ساتھ اب اللہ رب العزت کے بلاوے پر لبیک کہہ کر اس دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں۔ ان کی نماز جنازہ بحریہ انکلیو شہزاد ٹاؤن اسلام آباد میں ادا کی گئی جس میں اسلام آباد اور راولپنڈی کے علماء کرام کی بڑی تعداد شریک ہوئی جبکہ نماز جنازہ کی امامت کا اعزاز مجھے حاصل ہوا۔ کل بدھ کو صبح گیارہ بجے خانپور میں حضرت کی نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد دین پور شریف کے تاریخی قبرستان میں ان کی تدفین عمل میں لائی جائے گی، اللہ تعالیٰ ان کے درجات جنت الفردوس میں بلند سے بلند تر فرمائیں اور ہم سب کو ان کی حسنات کا سلسلہ جاری رکھنے کی توفیق سے نوازیں، آمین یارب العالمین۔

(روزنامہ اسلام لاہور، یکم جنوری ۲۰۲۰ء)

## دروسِ ختم نبوت ............ مولانا محمد رضوان

کراچی.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام حلقہ لیاقت آباد و ناظم آباد کی مختلف مساجد میں دروسِ ختم نبوت کا اہتمام کیا گیا، جس میں جماعت کے مبلغین اور ذمہ داران نے ’’عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور ہماری ذمہ داری‘‘ کے عنوان پر گفتگو کی۔ ۲۲؍دسمبر بروز جمعہ بعد نماز عشاء جامع مسجد دار السلام لیاقت آباد میں ضلع جنوبی کے ذمہ دار مولانا محمد کلیم اللہ نعمان نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے دین کی بنیاد اور بقا عقیدۂ ختم نبوت سے وابستہ ہے، آج تک امت اس عقیدہ سے متعلق دورائے کا شکار نہیں ہوئی۔ جامع مسجد انوار الصحابہ میں مولانا محمد قاسم رفیع نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت قرآن کریم کی سو سے زائد آیاتِ مبارکہ دو سو سے زائد احادیث طیبہ سے ثابت ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحلت کے بعد حضرات صحابہ کرامؓ نے سب سے پہلا اجماع اس عقیدہ کی حفاظت پر کیا۔ مدینہ مسجد مسلم لیگ سوسائٹی، جامع مسجد ناظم آباد، الحمرا مسجد لیاقت آباد، نور السلام مسجد لیاقت آباد نمبر ۱۰، ان مساجد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع شرقی کے ذمہ دار مولانا محمد رضوان نے ’’تحفظ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری‘‘ کے موضوع پر بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ اعمال صالحہ اس وقت مقبول ہوں گے جب عقیدۂ ختم نبوت مضبوط ہوگا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے انبیاء کرام علیہم السلام کو صرف نبی و رسول مان لینا کافی ہے، لیکن رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ماننا ضروری ہے، جس طرح اللہ رب العالمین اپنی ربوبیت میں وحدہ لاشریک ہیں، اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ختم نبوت میں وحدہ لاشریک ہیں، تحفظ ختم نبوت براہِ راست ذاتِ پیغمبر کا تحفظ ہے۔ قادیانیت کسی مذہب کا نام نہیں بلکہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت اور دشمنی کا نام ہے، آج قادیانیوں کے لئے اپنے دلوں میں نرم گوشہ رکھنے والے کل قیامت کے دن محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے؟ ان تمام دروس و بیانات میں عوام الناس کو جماعت کے ترجمان ’’ماہنامہ لولاک‘‘ اور ’’ہفت روزہ ختم نبوت‘‘ کا ممبر بننے کی ترغیب بھی دی گئی۔ بلال مسجد ناظم آباد نمبر ۲ کے قریب بھائی قاسم کے گھر میں مستورات میں بھی بیان ہوا۔ ان پروگراموں کے انتظامات میں لیاقت آباد ٹاؤن کے امیر مفتی خالد محمود کراچوی، بھائی ارباب، قاری محمد عدیل، محمد جاوید نے خوب محنت کی۔ اللہ رب العزت ان اصحاب کی محنت و کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین۔

# داخلی بگاڑ پر بھی غور کرنا چاہئے

مولانا شمس الحق ندوی صاحب

اس وقت پوری دنیا میں ظلم وزیادتی کا جو بازارگرم ہے، ہم اس کا تو بار بار ذکر کرتے ہیں اور خود اپنی مظلومیت کا بھی رونا روتے ہیں، لیکن خود ہمارے اپنے مسلم معاشرہ میں، گھر وخاندان میں بگاڑ وفساد نے پنجے گاڑ رکھے ہیں، اس کی طرف ہماری نظر نہیں جاتی، حالانکہ اس وقت مسلمانوں میں ذلت و رسوائی کی جو شرمناک صورت پائی جاتی ہے، وہ ان کے اپنے داخلی بگاڑ ہی کا نتیجہ ہے، کیا مسلمانوں کو یہ تعلیم نہیں دی گئی ہے کہ مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے؟ کیا یہ نہیں بتایا گیا کہ جس نے چھوٹوں پر رحم نہ کیا اور بڑوں کا احترام نہ کیا وہ ہم میں (یعنی امت مسلمہ) سے نہیں؟ کیا ہم کو یہ نہیں بتایا گیا کہ رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کرتا ہے، زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا، پڑوسیوں کے حقوق ایسے بتائے گئے کہ صحابہ کرامؓ کو خیال ہوا کہ کہیں یہ وراثت میں حصہ دار نہ قرار دے دیئے جائیں۔ ماں باپ کے حقوق کا یہ عالم ہے کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے:

''وقل رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا۔''

ترجمہ: ''اے اللہ! تو ان کے ساتھ اپنے لطف وکرم کا ایسا معاملہ فرما جیسا کہ انہوں نے بچپن میں ہم کو لاڈ پیار سے پالا۔''

بڑے بھائی کے بارے میں بتایا گیا کہ بڑا بھائی باپ کا درجہ رکھتا ہے، خالہ کے بارے میں کہا گیا کہ: وہ ماں کے برابر ہے، پھوپھا، پھوپی، خسر خوش دامن کے کیسے حقوق بیان کئے گئے ہیں اور صلح رحمی کی کتنی سخت تاکید ہے، آخری درجہ کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: ''جو رشتوں کو توڑے گا، میں اس سے قطع تعلق کرلوں گا۔''

حد یہ ہے کہ اچھے خاصے دین دار قطع رحمی کا شکار ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ گھر گھر میں لڑائی، باپ بیٹے میں اختلاف بلکہ قتل تک کے واقعات پیش آجاتے ہیں، بھائی بھائی کا حق مار رہا ہے، رشتے ناتے توڑے جارہے ہیں۔ ہم یورپ کے گھریلو نظام کی تباہی، بداخلاقی، بے مروتی، باپ بیٹے میں تاجر وگاہک جیسے تعلق، بہن بھائی کی محبت کے فقدان کا بڑے زوروں سے ذکر کرتے ہیں جن کا نہ کوئی دین وعقیدہ ہے نہ ہی اخلاقیات و تعلقات اور چھوٹے بڑے کے ادب واحترام کی کوئی تعلیم، لیکن ہم جو کتاب ربانی پڑھنے والے اور تعلیمات رسول کو دل سے ماننے والے ہیں، وہ کس بے راہ روی کے شکار ہیں؟

ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوکر عرض کیا: یارسول اللہ! مجھ سے ایک بڑا گناہ ہوگیا ہے، میری توبہ کیسے قبول ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ: تیری ماں زندہ ہے؟ اس نے کہا: نہیں! فرمایا: خالہ؟ اس نے کہا: جی ہاں! فرمایا کہ تو اس کے ساتھ حسن سلوک کر۔

ایک بار سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجمع میں یہ ارشاد فرمایا کہ ''جو رشتہ داری کا پاس ولحاظ نہ کرتا ہو، وہ ہمارے پاس نہ بیٹھے۔'' یہ سن کر ایک شخص مجمع سے اٹھا اور اپنی خالہ کے گھر گیا جس سے کچھ بگاڑ تھا، وہاں جاکر اس نے اپنی خالہ سے معذرت کی اور قصور معاف کرایا، پھر دربارِ نبوت میں شریک ہوگیا، جب وہ واپس آگیا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس قوم پر خدا کی رحمت نہیں نازل ہوتی جس میں ایسا شخص موجود ہو جو اپنے رشتہ داروں سے بگاڑ رکھتا ہو۔'' اب ہم غور کریں کہ اس وقت ہمارے مسلم معاشرہ میں کیا حال ہے؟

دو حقیقی بھائیوں کے گھر ملے ہوئے ہیں، ایک کے گھر میں تقریب ہے، دوسرا اس میں شریک نہیں اتنا ہی نہیں بلکہ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ ہزاروں خاندان ہیں جن میں زمین وجائیداد کے سلسلہ میں برسہا برس تک جھگڑوں اور مقدمہ بازیوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے، قطع تعلق تو ایک عام بات ہے، معمولی معمولی باتوں پر ایسا قطع تعلق کرلیا جاتا ہے کہ ایک دوسرے کی صورت دیکھنا گوارا نہیں کرتے۔

پھر خدا کی رحمت کیسے نازل ہوگی؟ اس وقت مسلمانوں میں کھلی ہوئی نحوست، ذلت و

رسوائی، بدنامی و جگ ہنسائی کی جو افسوس ناک صورت حال ہے، کیا اس میں اس کے سوا کسی اور چیز کا دخل ہے؟

ہم غور کریں، دیکھیں کہ عزیزوں میں عزیز داری باقی ہے یا نہیں؟ ماں باپ کو اپنی اولاد سے اور اولاد کو اپنے ماں باپ سے وہ تعلق ہے جو ہونا چاہئے؟ اب عام صورت حال یہ ہے کہ غیروں کے ساتھ بھولے سے اگر نیکی ہوجائے تو ممکن ہے، مگر عزیزوں کے ساتھ نیکی کرنا گناہ کبیرہ ہے، غیروں سے ہنسنا بولنا ہوتا ہے، مگر عزیزوں سے ملنے ہی میں توہین محسوس ہوتی ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صلہ رحمی کی برکات کے بارے میں یہ فرمایا ہے کہ:

۱:... صلہ رحمی سے محبت بڑھتی ہے،

۲:... مال بڑھتا ہے،

۳:... عمر بڑھتی ہے،

۴:... روزی بڑھتی ہے،

۵:... آدمی بُری موت نہیں مرتا،

۶:... اس کی مصیبتیں اور آفتیں ٹلتی رہتی ہیں،

۷:... ملک کی آبادی اور سرسبزی بڑھتی ہے،

۸:... گناہ معاف کئے جاتے ہیں،

۹:... نیکیاں قبول کی جاتی ہیں،

۱۰:... جنت میں جانے کا استحقاق حاصل ہوتا ہے،

۱۱:... صلہ رحمی کرنے والے سے خدا اپنا رشتہ جوڑتا ہے،

۱۲:... جس قوم میں صلہ رحمی کرنے والے ہوتے ہیں، اس قوم پر خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

صلہ رحمی کے علاوہ مسلمانوں کے اور دوسرے جو اندرونی حالات ہیں، کیا ان کے ہوتے ہوئے خدا کی رحمت نازل ہوگی؟ عزت و سرخروئی کی زندگی حاصل ہوگی؟ ایک ادارہ والوں کا دوسرے ادارہ والوں سے اختلاف، جماعت کا جماعت سے اختلاف، برادری کا برادری سے اختلاف، عہدہ و منصب کی کشمکش، حلم و بردباری کا فقدان، حکمت و دوراندیشی سے کام نہ لینے کا مزاج، اپنے فرائض و ذمہ داریوں کو ادا کرنے میں کوتاہی اور اس کی تاویل اور دوسروں کا محاسبہ اور ان پر تنقید، یہ عام مزاج بن گیا ہے، مسلکی جنگ و جدال کا یہ عالم ہے کہ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے اگر منکرین خدا سے مل کر ان کو نیچا دکھایا جاسکے تو اس میں ذرا جھجک نہیں ہوتی۔

مسلمانوں کو اپنے آپسی میل ملاپ، محبت واکرام کے جو دنیاوی فوائد بتائے گئے ہیں وہ تو ہیں ہی، آخرت میں اس کا جو صلہ ملنے والا ہے اس کا تو ذکر ہی کیا جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا ہے، یہ سب بھول کر ہم کو شکایت ان سے ہے جن کا نہ کوئی دین ہے، نہ مرنے کے بعد جینے اور حساب کتاب کا تصور، بس جو کچھ ہے اس فانی دنیا ہی کا لطف و مزہ ہے، جس کو قرآن کریم نے فرمایا: ”**تمتعوا قليلاً انكم مجرمون**“ (تھوڑے دن مزے اڑا لو تم مجرم ہو، یعنی جن کی سزا جہنم کے بھڑکتے ہوتے شعلے ہیں)۔

ہم تو خیر امت ہیں، ہم کو تو نیکی کا حکم کرنے اور بُرائی سے روکنے کا حکم دیا گیا ہے: ”**كنتم خير امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف تنهون عن المنكر۔**“ جب ہم ہی اپنی صورت بگاڑ لیں تو پھر خیر اور امن وسکون کا ماحول کیسے بن سکتا ہے؟؟ ☆☆

## ختم نبوت کانفرنس، گھوٹکی

گھوٹکی (محمد عذیر گجر) ۲۴/دسمبر بعد نماز ظہر جامع مسجد فخر الدین گھوٹکی میں ختم نبوت کانفرنس زیر صدارت امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گھوٹکی سائیں سیّد نور محمد شاہ، زیر انتظام ناظم مولانا محمد یوسف شیخ منعقد ہوئی۔ تلاوت ونعت کے بعد مولانا محمد حسین ناصر اور سفیر ختم نبوت مرکزی ناظم تبلیغ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیان ہوئے۔ علماء کرام نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایک غیر سیاسی جماعت ہے، جس کا دستور ومنشور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا کام کرنا ہے اور الحمدللہ! کر رہے ہیں، انہوں نے کہا کہ قادیانیت کسی مذہبی گروہ کا نام نہیں، بلکہ یہ اسلام، ملک وملت اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غداروں کا گروہ ہے۔ بقول علامہ محمد اقبالؒ کہ ”قادیانی ملک وملت کے غدار ہیں، قادیانی یہود ونصاریٰ کے ایجنٹ ہیں“ علماء کرام نے کہا کہ ہم یہی پیغام مسلمانوں کو دے رہے ہیں کہ یہ کتنا خطرناک گروہ ہے اور آج کے ہمارے نام نہاد حکمران ان کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں، علماء کرام نے مزید کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت وجمعیت علماء اسلام کا ساتھ دیتے ہوئے قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ کا ساتھ دیں، اللہ پاک ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ آمین۔

# احسان اور ازدواجی زندگی!

گزشتہ دنوں خواتین کا عالمی دن منایا گیا جس میں صنف نازک کی مظلومیت اور اس کے حقوق کی پامالی کا رونا دھونا اور معاشرے میں عورت کے مقام ومرتبے کے حوالے سے مکالمے کئے گئے۔ یوم خواتین کے نام سے ہر سال یہ دن منایا جاتا ہے جو یوم مئی کی طرح کی ایک رسم ہے، کاش اس موقع پر اسلامی تعلیمات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات جو خواتین کے احترام، قدر ومنزلت اور ان کے حقوق سے متعلق ہیں، میڈیا اجاگر کرتا تو دنیا والوں کو حکیمانہ تعلیمات کا پتہ چل جاتا، زیر نظر مضمون میں نائب رئیس الجامعہ دارالعلوم کراچی حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے اس موضوع پر بہت ہی چشم کشا اور دلنشین انداز میں مؤثر گفتگو فرمائی ہے، موقع کی مناسبت سے حضرت والا دامت برکاتہم کی یہ گراں قدر تحریر ہدیۂ قارئین ہے۔ (ادارہ)

حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحئیؒ صاحب عارفی (رحمۃ اللہ علیہ) ہمارے زمانے کی ان درخشاں شخصیتوں میں سے تھے جو عمر بھر شہرت، پبلسٹی اور نام ونمود سے دامن بچا کر زندگی گزارتے ہیں، لیکن ان کی سیرت وکردار کی خوشبو خود بخود دلوں کو کھینچتی اور ماحول کو معطر کرتی ہے، وہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے تربیت یافتہ اور تصوف وسلوک میں ان کے خلیفۂ مجاز تھے، چنانچہ لوگ اپنے اعمال و اخلاق کی اصلاح کے لئے ان سے رجوع کرتے اور ان کی ہدایات سے فیض یاب ہوتے تھے، ایک مرتبہ ایک صاحب حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کے پاس حاضر ہوئے، اور اپنا حال بیان کرتے ہوئے کہنے لگے کہ ''الحمدللہ مجھے احسان کا درجہ حاصل

**حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ**

ہوگیا ہے، جسے حدیث کی اصطلاح میں احسان کہا جاتا ہے۔''

حضرت ڈاکٹر صاحبؒ نے جواب میں انہیں مبارک باد دی، اور فرمایا کہ ''احسان واقعی بڑی نعمت ہے، جس کے حاصل ہونے پر شکر ادا کرنا چاہئے، لیکن میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ احسان کا یہ درجہ صرف نماز ہی میں حاصل ہوا ہے یا جب آپ اپنے بیوی بچوں سے یا دوست احباب سے کوئی معاملہ کرتے ہیں اس وقت بھی یہ دھیان باقی رہتا ہے؟'' اس پر وہ صاحب کہنے لگے کہ ہم نے تو یہی سنا تھا کہ احسان کا تعلق نماز اور دوسری عبادتوں کے ساتھ ہے، لہٰذا میں نے تو اس کی مشق نماز ہی میں کی ہے، اور بفضلہ تعالیٰ نماز کی حد تک یہ مشق کامیاب رہی ہے، لیکن نماز سے باہر زندگی کے عام معاملات میں کبھی احسان کی مشق کا خیال ہی نہیں آیا، حضرت ڈاکٹر صاحبؒ نے فرمایا کہ میں نے اسی غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے آپ سے یہ سوال کیا تھا، بے شک نماز اور دوسری عبادتوں میں یہ دھیان مطلوب ہے، کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں، لیکن اس دھیان کی ضرورت صرف نماز ہی کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ زندگی کے ہر کام میں اس کی ضرورت ہے، انسان کو لوگوں کے ساتھ زندگی گزارتے اور ان کے ساتھ مختلف معاملات انجام دیتے ہوئے بھی یہ دھیان رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں، خاص طور پر میاں بیوی کا تعلق ایسا ہوتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے لئے دم کے ساتھی ہوتے ہیں، اور ان کی رفاقت میں بے شمار اتار چڑھاؤ آتے رہتے ہیں، بہت سی ناگواریاں بھی پیش آتی ہیں، اور ایسے مواقع بھی آتے ہیں جب انسان کا نفس اسے ان ناگواریوں کے جواب میں ناانصافیوں پر ابھارتا ہے، ایسے موقع پر اس دھیان کی ضرورت کہیں زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں، اگر یہ احساس ایسے وقت دل میں جاگزین نہ ہو تو عموماً اس کا نتیجہ ناانصافی اور حق تلفی کی صورت میں نکلتا ہے۔

اس کے بعد حضرت ڈاکٹر صاحبؒ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عمر کبھی اپنی ازواجِ مطہرات کے ساتھ طبعی غصے اور ڈانٹ ڈپٹ کا معاملہ نہیں فرمایا، اور اس سنت پر عمل کی کوشش میں، میں نے بھی یہ مشق کی ہے کہ میں

اپنے گھر والوں پر غصہ نہ اتاروں، چنانچہ میں اللہ تعالیٰ کے شکر کے طور پر کہتا ہوں کہ آج مجھے اپنی اہلیہ کے ساتھ رفاقت کو اکیاون سال ہو چکے ہیں لیکن اس عرصے میں الحمدللہ، میں نے کبھی ان سے لہجہ بدل کر بھی بات نہیں کی۔ بعد میں ایک مرتبہ حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کی اہلیہ محترمہ نے از خود حضرتؒ کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ تمام عمر مجھے یاد نہیں ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے مجھ سے کبھی ناگواری کے لہجے میں بات کی ہو، اور نہ کبھی مجھے یہ یاد ہے کہ انہوں نے مجھ سے براہِ راست اپنا کوئی کام کرنے کو کہا ہو، میں خود ہی اپنے شوق سے ان کے کام کرنے کی کوشش کرتی تھی، لیکن وہ مجھ سے نہیں کہتے تھے۔

حضرت ڈاکٹر صاحب کی یہ باتیں آج مجھے اس لئے یاد آگئیں کہ میں نے پچھلے ہفتے خطبۂ نکاح کے پیغام کی تشریح کرتے ہوئے یہ عرض کیا تھا کہ پر مسرت اور خوشگوار ازدواجی زندگی کے لئے تقویٰ ضروری ہے، حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کا یہ عمل (جو ہوا میں اڑنے اور پانی پر چلنے کی کرامتوں سے ہزار درجہ اونچے درجے کی کرامت ہے) درحقیقت اسی تقویٰ کا نتیجہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی عملی تصویر تھا کہ:

"تم میں سب سے بہتر لوگ وہ ہیں جو اپنی عورتوں کے لئے بہتر ہوں۔"

بے شک قرآنِ کریم نے مردوں کو عورتوں پر قوام (نگران) قرار دیا ہے، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشادات اور اپنے عمل سے یہ بات واضح فرما دی ہے کہ نگران ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مرد ہر وقت عورتوں پر حکم چلایا کرے، بیوی کے ساتھ خادمہ جیسا معاملہ کرے، یا اسے اپنی آمریت کے شکنجے میں کس کر رکھے، حقیقت یہ ہے کہ خود قرآنِ کریم نے ہی ایک دوسری جگہ میاں بیوی کے رشتے کو مودّت (دوستی) اور رحمت سے تعبیر فرمایا ہے۔

نیز اسی آیت میں شوہر کے لئے بیوی کو سکون کا ذریعہ قرار دیا ہے، (سورۃ الروم آیت: ۲۱) جس کا خلاصہ یہ ہے کہ میاں بیوی کے درمیان اصلی رشتہ دوستی اور محبت کا ہے، اور دونوں ایک دوسرے کے لئے سکون اور راحت کا ذریعہ ہیں، لیکن اسلام ہی کی ایک تعلیم یہ ہے کہ جب کبھی کوئی اجتماعی کام کیا جائے تو لوگوں کو چاہئے کہ وہ کسی کو اپنا امیر بنالیں تاکہ کام نظم وضبط کے ساتھ انجام پائے، یہاں تک کہ اگر دو شخص کسی سفر پر جارہے ہوں تب بھی مستحسن یہ قرار دیا گیا ہے کہ وہ اپنے میں سے کسی ایک کو امیر بنالیں، خواہ وہ دونوں آپس میں دوست ہی کیوں نہ ہوں، اب جس شخص کو بھی امیر بنایا جائے وہ ہر وقت دوسرے پر حکم چلانے کے لئے نہیں، بلکہ سفر کے معاملات کی ذمہ داری اٹھانے کے لئے امیر بنایا گیا ہے، اس کا کام یہ ہے کہ وہ اپنے ساتھی یا ساتھیوں کی خبر گیری کرے، سفر کا ایسا انتظام کرے جو سب کی راحت وآرام کے لئے ضروری ہو، اور جب وہ یہ فرائض انجام دے تو دوسروں کا کام یہ ہے کہ وہ ان امور میں اس کی اطاعت اور اس کے ساتھ تعاون کریں۔

جب اسلام نے ایک معمولی سے سفر کے لئے بھی یہ تعلیم دی ہے تو زندگی کا طویل سفر اس تعلیم سے کیسے خالی رہ سکتا تھا؟ لہٰذا جب میاں بیوی اپنی زندگی کا مشترک سفر شروع کر رہے ہوں تو ان میں سے شوہر کو اس سفر کا امیر یا نگران بنایا گیا ہے، کیونکہ اس سفر کی ذمہ داریاں اٹھانے کے لئے جو جسمانی قوت اور جو صفات درکار ہیں وہ قدرتی طور پر مرد میں زیادہ ودیعت کی گئی ہیں، لیکن اس انتظام سے یہ حقیقت ماند نہیں پڑتی کہ دونوں کے درمیان اصل تعلق دوستی، محبت اور رحمت کا تعلق ہے، اور ان میں سے کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ دوسرے کے ساتھ ایک نوکر کا سا معاملہ کرے، یا شوہر اپنے امارت کے منصب کی بنیاد پر یہ سمجھے کہ بیوی اس کے ہر حکم کی تعمیل کے لئے پیدا ہوئی ہے، یا اسے یہ حق حاصل ہے کہ وہ بیوی سے اپنی ہر جائز یا ناجائز خواہش کی تکمیل کرائے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو جو قوت اور جو صفات عطا کی ہیں ان کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اپنے اس منصب کو جائز حدود میں رہتے ہوئے بیوی کی دلداری میں استعمال کرے، اور اس کی جائز خواہشات کو حتی الامکان پورا کرے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بیوی کو جو مقام بخشا ہے، اور اسے جو حقوق عطا کئے ہیں ان کا تقاضا ہے کہ وہ اپنی خداداد صلاحیتیں اپنے شریکِ زندگی کے ساتھ تعاون اور اسے خوش رکھنے میں صرف کرے، اگر دونوں یہ کام کرلیں تو نہ صرف یہ کہ گھر دونوں کے لئے دنیوی جنت بن جاتا ہے بلکہ ان کا یہ طرزِ عمل مستقل عبادت کے حکم میں ہے جو آخرت کی حقیقی جنت کا وسیلہ بھی ہے، اسی لئے دونوں کو نکاح کے خطبے میں تقویٰ کا حکم دیا گیا ہے، اور اسی لئے حضرت ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ احسان کا موقع صرف نماز ہی نہیں بلکہ میاں بیوی کے تعلقات بھی ہیں۔

قرآن کریم کی بے شمار آیات میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کے خطبے کے

لئے خاص طور پر انہی تین آیتوں کا جو انتخاب فرمایا یقیناً اس میں کوئی بڑی مصلحت ہوگی، غور کیا جائے تو ان تینوں آیتوں میں جو بات مشترک طور پر کہی گئی ہے، وہ تقویٰ کا حکم ہے، تینوں آیتیں اسی حکم سے شروع ہو رہی ہیں، کہ تقویٰ اختیار کرو، کوئی نادان یہ کہہ سکتا ہے کہ تقویٰ کا شادی بیاہ سے کیا جوڑ؟ لیکن جو شخص حالات کے نشیب وفراز اور میاں بیوی کے تعلقات کی نزاکتوں کو جانتا ہے، اور جسے ازدواجی الجھنوں کی تہہ تک پہنچنے کا تجربہ ہے وہ اس نتیجے پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ میاں بیوی کے خوشگوار تعلقات اور ایک دوسرے کے حقوق کی ٹھیک ٹھیک ادائیگی کے لئے تقویٰ ایک لازمی شرط ہے، میاں بیوی کا رشتہ نازک ہوتا ہے، ان دونوں کے سینے میں چھپے ہوئے جذبات اور ان کی حقیقی سرشت ایک دوسرے کے سامنے اتنی کھل کر آتی ہے کہ کسی اور کے سامنے اتنی کھل کر نہیں آسکتی، دوسروں کے سامنے ایک شخص اپنی بدطینتی کو ظاہری مسکراہٹوں کے پردے میں چھپا سکتا ہے، اپنے اندر کے انسان پر خوبصورت الفاظ اور اوپری خوش اخلاقی کا ملمع چڑھا سکتا ہے، لیکن بیوی کے ساتھ اپنے شب وروز کے معاملات میں وہ ملمع باقی نہیں رکھ سکتا، اسے اپنی ظاہر داری کے خول سے کبھی نہ کبھی باہر نکلنا ہی پڑتا ہے، اور اگر اندر کا یہ انسان تقویٰ سے آراستہ نہ ہو تو اپنے شریک زندگی کا جینا دوبھر کر دیتا ہے، ایک بیوی کو اپنے شوہر سے جو تکلیفیں پہنچتی ہیں، ان کا ازالہ ہمیشہ عدالت کے ذریعہ نہیں ہوسکتا، ان میں سے بے شمار تکلیفیں ایسی ہیں جو وہ عدالت تو کجا اپنے کسی قریبی رشتہ دار کے سامنے بھی بیان نہیں کرسکتی، اسی طرح ایک شوہر کو بیوی سے جو شکایتیں ہوسکتی ہیں بسا اوقات شوہر کے پاس ان کا کوئی حل نہیں ہوتا، نہ کسی اور کے ذریعے وہ انہیں دور کرنے کا کوئی سامان کرسکتا ہے، اس قسم کی تکلیفوں اور شکایتوں کا کوئی علاج دنیا کی کوئی طاقت فراہم نہیں کرسکتی، ان کا علاج اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ دونوں کے دل میں تقویٰ ہو، یعنی وہ اس احساس کی دولت سے مالا مال ہوں کہ وہ ایک دوسرے کے لئے امانت ہیں، اور اس امانت کی جواب دہی انہیں اپنے اللہ کے سامنے کرنی ہے، اپنے شریک زندگی کو اپنے کسی طرزِ عمل سے ستا کر وہ شاید دنیا کی جواب دہی سے بچ جائیں، لیکن ایک دن آئے گا جب وہ اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے، اور انہیں اپنی ایک ایک حق تلفی کا بھگتان بھگتنا پڑے گا، اسی احساس کا نام تقویٰ ہے، اور یہی وہ چیز ہے جو انسان کے دل پر ان تنہائیوں میں بھی پہرہ بٹھاتی ہے، جہاں اسے کوئی اور دیکھنے والا نہیں ہوتا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ چاہتے ہیں کہ جب دو مرد وعورت زندگی کے سفر میں ایک دوسرے کے ساتھی بنیں تو وہ روانہ ہونے سے پہلے اپنے دلوں پر یہ غیبی پہرہ بٹھالیں، تاکہ ان کی دوستی پائیدار ہو، اور ان کے دل میں ایک دوسرے کی محبت محض وقتی نفسانیت کی پیداوار نہ ہو، جو نئی نویلی زندگی کا جوش ٹھنڈا ہونے کے بعد فنا ہوجائے، بلکہ وہ تقویٰ کے سائے میں پلی ہوئی پائیدار محبت ہو جو خودغرضی سے پاک اور ایثار، وفا اور خیر خواہی کے سدا بہار جذبات سے مزین ہوتی ہے، اور چشم سے گزر کر واقعی قلب وروح کی گہرائیوں تک سرایت کرجاتی ہے، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کے خطبے میں ان تین آیات کا انتخاب فرمایا جن میں سے ہر آیت تقویٰ کے حکم سے شروع ہو رہی ہے اور وہی اس کا بنیادی پیغام ہے۔☆☆

## تحفظ ناموس رسالت سیمینار

کراچی، ملیر (مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ) ۸ دسمبر بروز اتوار صبح دس بجے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ ضلع ملیر کے زیر اہتمام عظیم الشان تحفظ ناموس رسالت سیمینار زہرہ ستارہ میرج لان شاہ لطیف ٹاؤن میں منعقد ہوا، جس کی صدارت امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ نے کی، جس میں ضلع بھر کی تمام سیاسی، مذہبی اور سماجی تنظیموں اور اسکول یونین کے سرکردہ حضرات کے علاوہ علاقہ بھر کی خواتین کی کثیر تعداد نے بھی شرکت کی۔ سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے مہمان خصوصی حضرت مولانا مفتی محمد زبیر نائب مدیر دارالعلوم صفہ نے فرمایا کہ ناموس رسالت کے کام کو اب مشنری انداز سے کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ یہ ہمارے ایمان اور عقیدے کا بنیادی حصہ ہے تمام کاموں سے بڑھ کر آپ کی ناموس کی حفاظت کرنا اور صبح شام اس کے لئے اپنے آپ کو بیدار رکھنا ہوگا۔ شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ آپ کی جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ناموس رسالت پر صبح وشام پہرہ دے رہی ہے اور یہ کام ہم اپنے لئے سعادت سمجھتے ہیں اور جہاں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کے لٹیرے امت مسلمہ کے ایمان پر ڈاکا ڈالنے کی کوشش کریں گے، انشاء اللہ! یہ ختم نبوت کے چوکیدار ان کا تعاقب کرتے ہوئے انہیں بے نقاب کریں گے۔ سیمینار سے جمعیت علما اسلام ضلع ملیر کے امیر مولانا احسان اللہ بکھروی، مولانا احسن راجہ، مولانا قاضی احسان احمد، جماعت اسلامی بن قاسم کے امیر جناب اسلام صاحب، اسکول یونین کے صدر رانا محمد افضل نے بھی خطاب کیا اور عقیدۂ ختم نبوت پر ہر اعتبار سے تعاون کا یقین دلایا اور سیاسی تنظیموں کے عہدیدار جناب حارث خٹک، جناب رانا پرویز اور جناب امین جٹ اور محمد نواز بونیری نے اس پروگرام کو سراہا۔ سیمینار مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

# تہذیبِ اسلامی

مولانا سیف الرحمٰن

دین اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات، نظم و ضبط اور آداب وسلیقہ مندی کا مذہب ہے، فطرت انسانی بھی اس بات کی خواہاں ہے کہ ہر کام کو مہذب طریقہ پر اور ترتیب سے سرانجام دیا جائے۔ دین اسلام چونکہ دین فطرت بھی ہے لہٰذا سلیقہ مندی اسلام ہی سے بہتر طور پر سمجھی جاسکتی ہے۔ عربی کا مشہور مقولہ ہے: ''الاسلام هو النظام والنظام هو الاسلام'' منجملہ امور انتظامیہ کے ایک امر گھر میں داخل ہونے کا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتاً غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا۔'' (النور:۲۷)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک اجازت نہ لے لو۔''

معراج کی رات جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں کے سیر کرائی گئی تو قادر مطلق باری تعالیٰ اس بات پر قادر تھے کہ اپنے حبیب کے لئے آسمان کے دروازے کھلے رکھنے کا حکم جاری فرما دیتے مگر امت کو تعلیم دینے اور تہذیب سکھانے کے لئے جو منظر سفر معراج میں پیش کیا گیا وہ آج بھی کتب احادیث میں موجود ہے۔ (صحیح بخاری، ج:۱، ص:۵۴۹، قدیمی کتب خانہ) میں موجود حدیث معراج سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ جب جبرائیل امین نبی علیہ السلام کو لے کر روانہ ہوئے تو ہر آسمان کے دروازے پر جبرائیل علیہ السلام اولاً اجازت طلب کرتے، ان سے پوچھا جاتا کہ کون؟ وہ بتلاتے کہ جبرائیل! پھر پوچھا جاتا کہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ وہ بتلاتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اس کے بعد سہ بارہ استفسار ہوتا کہ آپ کو انہیں لینے کے لئے بھیجا گیا تھا؟ تو جبرئیل امین جواب دیتے کہ جی ہاں! (بھیجا گیا تھا) اس تمام تر گفتگو کے بعد آسمان کا دروازہ کھولا جاتا اور یہ صورت حال ہر آسمان پر پیش آتی۔

زمانۂ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ لوگ احرام باندھ کر حج کے لئے روانہ ہوتے تو گھر کے اگلے حصہ سے اور اگر کسی کام سے واپسی کرنی پڑی تو گھر کی پچھلے جانب سے پھلانگ کر داخل ہوتے، دین اسلام نے دخول بیت کے اس طریقہ کار کو بھی ختم کیا اور گھر میں داخل ہونے سے متعلق بھی تعلیم وتربیت کی، اس کی تفصیل بخاری شریف میں حضرت براءؓ رضی اللہ عنہ سے اس طرح منقول ہے:

''قال كانوا اذا احراموا فی الجاهلية اتوا البيت من ظهره فانزل الله وأتوا البيوت من ابوابها۔'' (بخاری شریف، ج:۲، ص:۶۴۸، ط:قدیمی)

ترجمہ: ''زمانۂ جاہلیت میں جب احرام باندھتے تھے تو اپنے گھروں کی پشت سے آتے تھے، پس اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا کہ اپنے گھروں کے دروازوں سے آیا کرو۔''

کسی بھی کام کو سنوارنے یا بگاڑنے میں اس کام کی انجام دہی کے طریقہ کار کو بڑا داخل ہوتا ہے، احسن ومہذب طریقہ سے کام انجام دینا اسے خوبصورت وخوشنما بنا دیتا ہے جبکہ اسی فعل کو بدتہذیبی اور بے ڈھنگ طریقہ سے انجام دینا اسے بدنما بنا دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دین اسلام میں ہر کام کو احسن طریقہ سے سرانجام دینا مطلوب ہے، چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

''ان الله كتب الاحسان علی شئی۔'' (ترمذی، ج:۱، ص:۲۶۰)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے ہر چیز میں خوش اسلوبی لازم کی ہے۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری سے قبل اہلِ مدینہ بغیر ذبح کئے زندہ جانور سے اس کا کوئی عضو کاٹ کر استعمال کیا کرتے تھے، جس سے ایک طرف تو جانور کو اذیت ہوتی اور دوسری طرف وہ حرام کھانے کے مرتکب ہوتے، جیسا کہ ترمذی شریف میں واقدی لیثی سے منقول ہے:

''قال قدم النبی صلی الله عليه وسلم المدينة وهم يحبون اسنمة الابل ويقطعون اليات الغنم۔'' (ترمذی، ص:۲۷۳)

ترجمہ: ''فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ

علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور اہلِ مدینہ اونٹ کے کوہان پسند کرتے تھے اور بکریوں کے سرین کاٹتے تھے۔‘‘

چنانچہ دین اسلام نے جانوروں کے حقوق کی رعایت مدنظر رکھتے ہوئے انہیں تکلیف سے بچانے کے لئے اچھے طریقے سے انہیں ذبح کرنے کا حکم دیا۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’اذا ذبحتم فاحسنوا الذبحة ولیحد احدکم شفرته ولیرح ذبیحته۔‘‘ (ترمذی، ج:۱، ص:۲۶۰، ط: قدیمی)

ترجمہ: ’’جب تم ذبح کرو تو آسانی کو مدنظر رکھتے ہوئے چنانچہ تم میں سے جو شخص ذبح کرے، وہ اپنی چھری تیز کرلے تاکہ اس کے جانور کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔‘‘

اور کٹے ہوئے عضو کو دین اسلام نے حرام قرار دیا:

’’فقال مایقطع من البهیمة وهو حیة فهو میتة.‘‘

(ترمذی، ج:۱، ص:۲۷۳، ط: قدیمی)

ترجمہ: ’’نبی علیہ السلام نے فرمایا: اگر کسی زندہ جانور کا کوئی حصہ کاٹ لیا تو وہ حصہ مردار کے حکم میں آتا ہے۔‘‘

مذکورہ بالا حدیث مبارکہ میں ’’چھری‘‘ کا ذکر آیا، اسی مناسبت سے اس کی طرف بھی نظر فرمائیے کہ دین اسلام جہاں عالمگیر مذہب ہے وہیں باریک بینی بھی ہے، بظاہر معمولی نظر آنے والے معاملات میں بھی دین اسلام میں نظم وضبط موجود ہے، چنانچہ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے باب باندھا ہے:

’’باب النهی ان یتعاطی السیف مسلولا۔‘‘ (ابوداؤد، ج:۱، ص:۳۷۲، ط: قدیمی)

ترجمہ: ’’تلوار کو سونت کر دینے سے منع کرنے کے باب میں۔‘‘

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے:

’’نهی ان یتعاطی السیف مسلولاً۔‘‘ (ابوداؤد، ج:۱، ص:۳۷۲، ط: قدیمی)

ترجمہ: ’’نبی علیہ السلام نے منع فرمایا ہے، اس بات سے کہ تلوار کو سونت کر دیا جائے۔‘‘

یعنی تلوار کو نیام میں ڈال کر دینا چاہئے، اسی طرح اگر چھری ہے تو دھار والا حصہ دیتے ہوئے سامنے نہ کیا جائے، کیونکہ اس میں اندیشہ ہے کہ کہیں سامنے والے کو ضرر نہ پہنچ جائے۔ اشیاء کا لین دین معمول کی بات ہے، عموماً اس طرف نظر نہیں جاتی، مگر فطرت انسانی کے موافق دین اسلام اتنی معمولی باتوں سے متعلق بھی سلیقہ و تہذیب سکھاتا ہے۔ اسی طرح دعوت و تبلیغ اور اپنی بات پیش کرنے کے لئے دین اسلام کا طریقہ تہذیب یہ ہے کہ جس سے تخاطب ہے اس کے منصب وعہدہ کا لحاظ رکھا جائے، اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔ خود فطرت انسانی بھی بدتمیزی اور ناشائستہ گفتگو سے بھڑک اٹھتی ہے اور بات کو سننے سے قاصر رہتی ہے، چنانچہ نبی علیہ السلام نے ہرقل جو کہ ’’عظیم الروم‘‘ تھا کو جو خط لکھا، اس میں اسے عظیم الروم تحریر فرمایا، خط کے الفاظ یہ ہے:

’’من محمد عبداللّٰه ورسوله الی هرقل عظیم الروم سلام علی من التبع الهدی۔‘‘ (بخاری، ج:۱، ص:۵، ط: قدیمی)

ترجمہ: ’’اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہرقل کی جانب جو کہ روم کا بڑا بادشاہ ہے، سلامتی ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔‘‘

یہ بات مسلمات میں سے ہے کہ ’’قبل النبوۃ‘‘ بھی نبی سے کوئی غیر شرعی فعل صادر نہیں ہوتا۔ نبی علیہ السلام کی جوانی کا نکاح بھی تہذیب اسلامی ہی کا نمونہ تھا، جس میں نکاح کا بندھن چچا کے مشورے سے بندھا اور باقاعدہ دونوں طرف کے خاندان موجود رہے اور دستور کے موافق مہر بھی مقرر ہوا، چنانچہ محمد مولانا ادریس کاندھلویؒ سہیلی روض الانف کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

’’نکاح خدیجہ کا پیام اپنے چچا ابو طالب کے مشورے سے قبول کیا، نکاح کے وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے چچازاد عمر بن اسد نکاح کی تقریب میں شریک ہوئے، جبکہ نبی علیہ السلام اپنے چچا ابو طالب اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ و دیگر روسائے خاندان کی معیت میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے تھے، شادی کی رسم ادا ہوئی۔ ابو طالب نے خطبہ نکاح پڑھا اور پانچ سو درہم مہر مقرر ہوا۔‘‘ (سیرت مصطفیٰ، ج:۳، ص:۱۵)

یہ تہذیب اسلامی کی چند جھلکیاں ہیں، وگرنہ دین اسلام کا ہر حکم اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر فعل انتہائی مہذب و مرتب اور عین فطرت انسانی کے موافق ہے۔

☆☆..................☆☆

# نزولِ عیسیٰ علیہ السلام اور مرزائی عقیدہ!

## تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی تحقیقاتی عدالت میں مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ کا تحریری بیان

قسط:۲۵

مرزائی:

۱...... پاکستان میں پاکستان کی اور ہندوستان میں ہندوستان کی وفاداری چاہئے۔

۲...... خدائی مشیّت ہے اس لئے اگر پاکستان بن جائے تو پھر بھی اکھنڈ بھارت بنانے کی کوشش کی جائے۔

۳...... قادیان میں قادیانی رکھنا اور اس کے لئے وہاں کی حکومت کی نظر عنایت کی خواہش۔

۴...... حکومت پاکستان کا تختہ الٹنے کی سازش میں میجر نذیر احمد مرزائی کی شرکت جو چوہدری ظفراللہ خان کا ہم زلف ہے۔

۵...... ذراسی طبیعت گھبرانے پر ہندوستان جانے کی اسکیم پر سوچنا۔

۶...... بلا ضرورت باؤنڈری کمیشن کے سامنے اپنی بالکل علیحدگی کے اظہار پر زور دینا۔

۷...... بارود تک چھپا کر جنگی مشق کرنا، الاٹ منٹوں کا طوفان۔

۸...... لیگی ٹکٹ کی کوشش جب تین سے زیادہ نہ ملے تو باقی نشستوں پر لیگ کا مقابلہ کرنا۔

۹...... قارونی فنڈ ہونا، بینکوں میں مختلف ذرائع سے رقم جمع کرانا فوجی اختیارات اپنے ہاتھ میں لینا اور بارود چرانا۔

۱۰...... قادیان میں مقیم قادیانیوں کی ہندوستان بھر میں آمدورفت اور چوہدری ظفراللہ خان کی دہلی میں جواہر لال نہرو سے ۴۵ منٹ علیحدہ ملاقات، جب کہ وہ مسٹر محمد علی وزیراعظم کے ہمراہ گیا تھا اور جس کی علیحدہ ملاقات کو ہم شک وشبہ کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ جب کہ یہ کبھی ہندوستان جانے پر غور کرتے ہیں۔

۱۱...... پاکستان کافر حکومت ہے۔

(ظفراللہ خان)

معزز عدالت! اگر مندرجہ بالا گیارہ باتیں بالعکس ہوتیں۔ یعنی مرزائی اعمال مذکورہ کے مرتکب اگر احرار ہوتے تو آج وہ بغیر کسی بحث کے گردن زدنی قرار پاتے بلکہ اگر ایک احرار لیڈر پاکستانی حکومت کے خلاف سازش میں ماخوذ ہوتا یا جماعت ہندوستان جانے پر غور کرتی یا ہندو سے علیحدہ بات اور ملاقات ہوتی۔ بس پھر مرزائی پراپیگنڈا اور ہمارے پرانے افسر جو کہتے یا کرتے خدا کی پناہ۔

اور اگر پاکستان کو کافر حکومت کہہ بیٹھتے، چاہے وہ صرف ظفراللہ خان کے اثر ہی کی وجہ سے ہوتو بھی طوفان برپا ہو جاتا۔ لیکن مرزائی آئینی جماعت اور احرار غیر قانونی جماعت، مسلمان یہ سمجھنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ یہ سب کچھ ظفراللہ خان کی وجہ سے ہو رہا ہے۔

عام بے چینی کے بارہ میں تمام پاکستان کی رائے:

معزز عدالت! اگر حکّام وعمّال کے غلط روّیہ کے سوا کوئی سابق سبب بھی عوام کے اشتعال کا ہے تو وہ مرزائی حرکات وسکنات اور انتہائی اشتعال انگیزیاں ہیں جو پرانے مسلمانوں پر جارحانہ حملہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ مسلمان قوم کا مرزائی غضب ونہب اور ان کے لٹریچر سے ناک میں دم آیا ہوا ہے۔ جس کے صرف ایک بار دیکھنے سے ہمارے سابق وزیراعظم خواجہ ناظم الدین کو انتہائی کوفت ہوئی تھی۔ پھر اس پر ان کے سیاسی عزائم کی غمازی کرنے والی مندرجہ بالا باتیں جن میں سے ایک بھی ایسی نہیں جو قابل برداشت ہو۔ ہمارے دعویٰ کے اثبات کے لئے یہ کافی ہے۔ لیکن پھر بھی عدالت عالیہ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا ضروری ہے کہ جب خواجہ ناظم الدین نے تمام پاکستان کے وزراء، گورنروں اور ذمہ دار فوجی اور سول افسروں کی کانفرنس بلائی تو انہوں نے بے چینی کا واحد سبب مرزائی تبلیغ ہی کو سمجھا۔ جیسا کہ محترم میاں انور علی آئی.جی بھی فرماتے ہیں کہ احمدی نظریہ کی اشاعت سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے ہیں۔ بنابریں اس کانفرنس نے بالاتفاق مسلمانوں میں مرزائی تبلیغ بند کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے

کہ تمام فتنہ کی جڑ مرزائی تبلیغ ہے۔ جس کے عام کرنے کے لئے چوہدری صاحب نے بازی لگادی تھی۔

محترم عدالت! اس سے یہ امر بھی واضح ہو جاتا ہے کہ جب تک چوہدری ظفراللہ خان وزارت اور حکومت میں شامل ہیں۔ مسلمان قوم کے جذبات واحساسات کا لحاظ نہیں کیا جاسکتا۔ ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ تمام پاکستان کے متفقہ فیصلہ کو یوں گاؤخورد کردیا جاتا اور آج مرزائیوں کو یہ کہنے کا موقع نہ ملتا کہ احمدیت حق مذہب نہ ہوتا تو ہر طرح کامیابی کیوں اس کو ہوتی؟

### احرار اور عام مسلمانوں کیلئے ایک ہی راستہ:

جناب والا!

الف...... مذکورہ حقائق کے ہوتے ہوئے کیا مسلمانوں اور کسی مسلمان جماعت کو یہ بھی حق نہیں کہ وہ ان کو اپنے مذہبی اور سیاسی حقوق کی تباہی سمجھ کر اس کے خلاف آواز اٹھائے، چاہے وہ ایسا سمجھنے میں حق بجانب ہو یا نہ ہو۔ یقیناً اس کو ایسے سمجھنے کے وقت اس کے خلاف احتجاج کا حق حاصل ہے۔

ب...... اگر حکومت پر احتجاج اور مطالبات کا اثر نہیں ہوتا تو کیا یہ کوئی خلاف آئین بات ہے کہ وہ عوام کو ہمنوا بنا کر یا مختلف مذہبی جماعتیں مل کر یہ مطالبہ کریں؟ ہرگز نہیں۔

ج...... اگر حکومت یہ جان کر بھی کہ تمام قوم مطالبات کی پشت پر ہے اور وہ شکایات کو صحیح بھی سمجھے۔ پھر بھی وہ چھ ماہ تک انتہائی سردمہری اور آمریت سے کام لے تو مسلمانوں کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ حکومت کو اپنے جائز اور آئینی مطالبات کی طرف مائل کرنے کے لئے پرامن احتجاجی اقدام کریں؟ جن مطالبات کو وہ بقاء مذہب اور پاکستانی مفاد کے لئے ضروری تصور کرتے ہیں اور جس اقدام سے حکومت کو عوام الناس کی ہمدردی اور مطالبات کی قوت بتانا منظور ہو۔ جس اقدام کا وہ پروگرام وضع کریں اور باربار پرامن اقدام کا یقین دلائیں، عوام کو پرامن رہنے کا کہیں۔

معزز عدالت! یہ بحث جداگانہ ہے کہ آیا ایسا اقدام خلاف قانون ہے یا نہیں۔ جائز ہے یا ناجائز۔ لیکن ایسے اقدام کو بغاوت یا لاقانونیت یا فسادات کی تجویز سے ہرگز تعبیر نہیں کرسکتے۔ جو مجوّزین کے ذہن میں بھی نہ ہو اور حکومت ایسے اقدام کی روک تھام میں ایسے طریقے استعمال کرے۔ جس سے عوام مشتعل ہوں اور مجوّزین کے رضاکار پھر بھی کوئی مزاحمت یا مقابلہ نہ کریں۔ بلکہ ہزاروں کی تعداد میں اپنے آپ کو پیش کریں یا اس موقع پر مرزائی یا اور پارٹیاں کوئی واردات کریں۔ جن کی روک تھام اور جن کا علم خود حکومت کو ہونا چاہئے تھا۔ جیسے کہ اقدام کی مخالفت کرتے وقت عوامی جذبات اور حفظ وامن کا خیال بھی اس کو ہونا چاہئے تھا تو کیا اس کے نتائج کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی یا پرامن تحریک کے مجوّزین پر۔ جن کا ان سے کوئی واسطہ نہ ہو اور جو ان کے پروگرام کے خلاف ہو۔ خاص کر جب کہ یہ واضح ہوجائے کہ حکام کے غلط طرز عمل نہ ہونے کی وجہ سے کراچی اور راولپنڈی جیسی جگہوں میں تحریک عرصہ تک پرامن چلتی رہی ہو۔ جیسا کہ مجوّزین کی رائے تھی۔

میرا مقصد صرف یہ ہے کہ آئینی مطالبات کے لئے آئینی جدوجہد، کوئی جرم نہیں اور بدرجہ مجبوری راست اقدام کی تجویز کرنے سے جس کا مطلب عدالت کے سامنے آچکا ہے، غیرمتوقع فسادات یا حالات کی ذمہ داری ان راہنماؤں پر عائد نہیں ہوتی اور اگر راست اقدام ہی قابل اعتراض ہے تو اس کی ذمہ داری تمام اسلامی جماعتوں کے کنونشن پر برابر برابر عائد ہوتی ہے۔ جس نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کیونکہ ۱۳؍ جولائی ۱۹۵۲ء کو کنونشن کے بعد تمام افسر مانتے ہیں کہ تحریک کو سب کی حمایت حاصل تھی اور سب اس میں شریک ہوگئے تھے اور فیصلہ جات بھی سب کی مشترکہ جماعت، مجلس عمل کرتی تھی جو کثرت رائے سے ہوتے تھے۔ اور اصولاً کثرت رائے کا

## حاجی عزیز الرحمٰن جگوال کی وفات

حاجی عزیز الرحمٰن جگوال بلوچ فیملی سے تعلق رکھتے تھے، ان کے والد محترم حاجی منظور حسین، چچا حاجی نذر حسین میرے استاذ محترم مولانا عبدالعزیز شجاع آبادیؒ کے مخلص دوستوں میں سے تھے۔ اینٹوں کا بھٹہ چلاتے تھے، جامعہ عزیز العلوم کی تعمیرات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ حاجی عزیز الرحمٰن بھی مخلص جماعتی کارکن تھے، چند سال قبل ہمارے مدرسہ کے زیرسایہ بھٹہ چلاتے رہے۔ اہل حق کی تمام جماعتوں سے والہانہ عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔ عقیدۂ ختم نبوت پر دل وجان سے فدا تھے، چند سال قبل بائی پاس ہوا، علاج ومعالجہ جاری وساری رہا، وفات سے چند گھنٹے قبل دل کا دورہ پڑا، ۳۰؍نومبر صبح چار بجے انتقال فرمایا، اسی دن خیرپور والی عیدگاہ میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی، مسجد نور کے خطیب مولانا محمد عبداللہ نے امامت کے فرائض سرانجام دیئے۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

فیصلہ ساری جماعت کا فیصلہ ہوتا ہے۔

ان حالات میں کسی قسم کی ذمہ داری صرف احرار راہنماؤں پر ڈالنا یہی معنی رکھتا ہے کہ بعض بلند پایہ افسروں کو احرار ۱۹۵۰ء سے قبل ہی کھٹک رہے تھے۔ غالباً ان کو مرزائیت کے اصلی خدوخال معلوم نہ تھے اور بعض بزرگ مثلاً سابق چیف سیکرٹری تو کافر کو کافر کہنے اور مرزائی کو کافر کہنے کو ہی سماج دشمنی تصور کئے ہوئے تھے اور مسلمان کا معیار اپنے کو مسلمان کہنا بتاتے تھے۔ جیسا کہ خلیفہ قادیان اب اپنی تکفیری فتوؤں کی ناقابل قبول منافقانہ تعبیریں کر کے اسی طرح حقیقت پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے جیسے بلی اپنا گوہ چھپایا کرتی ہے۔

اور بدقسمتی سے وزراء اور اعلیٰ طبقہ کی رقابت بھی غریبوں اور مخلصوں کے لئے مصیبت ہو جاتی ہے۔ مثلاً احرار نے قوت حاکمہ کی حیثیت سے مسلم لیگ سے تعاون کا فیصلہ کیا۔ اس وقت ممدوٹ وزارت تھی۔ احرار نے اس کے وقت میں دفاع کانفرنس کی اور اپنا تعاون پیش کیا۔ جب مسلم لیگ نے انتخابات میں دولتانہ کو ٹکٹ دیا اس کی حمایت کی۔ کیونکہ احرار نے افراد سے رشتہ نہیں جوڑا تھا۔ اس کو حکومت اور لیگ سے تعاون کرنا تھا جو بھی حکومت ہو، اس طرح وہ رقیب طاقتیں اور ان کے سپورٹر بھی خواہ مخواہ مخالف ہو جاتے ہیں۔

معزز عدالت! ناممکن ہے کہ وزراء کی دھڑا بندیوں میں اعلیٰ آفیسرز شریک نہ ہوں۔ طبیعتوں کا رجحان ضرور کسی نہ کسی طرف ہوتا ہے۔ پھر وہ مخلص اور بااصول افراد اور جماعتوں کو بھی ان کے ضمیر اور فیصلہ کے خلاف اپنی دھڑابندیوں میں شامل دیکھنے کے آرزومند ہوتے ہیں۔ لیکن احرار مخلص اور اصولی جماعت ہے۔ اس نے تعاون کا فیصلہ صرف مسلم لیگ اور مسلم لیگی حکومت سے کیا تھا۔ اس کو اس سے بحث نہیں کہ کل کون تھا اور آج کون ہے؟

اس تمام بحث سے میری مراد یہ ہے کہ اس اظہر من الشمس حقیقت کے باوجود کہ جولائی ۱۹۵۲ء کی کنونشن کے بعد تمام پارٹیاں عملاً تحریک میں شامل تھیں اور باہمی سخت مخالف افراد بھی مجلس عمل کے تحت مل کر کام کر رہے تھے اور تحریک کی رہنمائی قطعاً مجلس عمل کے ہاتھ میں تھی۔ جس میں احرار کے ۲۱/۲ ممبر بھی شریک تھے اور اس حقیقت کو تقریباً اعلیٰ حضرات نے تسلیم بھی کر لیا۔ پھر بھی سارا نزلہ بداندام ضعیف صرف احرار پر گرتا ہے۔ وہ خلاف قانون قرار دی جاتی ہے۔ اس کے ریکارڈوں اور دفتروں پر قبضہ ہوتا ہے۔ اس کے کارکن ابتداء ہی میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور مقدمہ کی پیروی کے وقت بھی وہ آزاد نہیں ہوتے۔ تاکہ سارا مواد پیش کر سکیں۔ پھر لطف یہ ہے کہ ۱۹۵۲ء میں یہ اعلان کر کے کہ احمدی اور احرار کے جلسوں پر پابندی لگائی گئی ہے۔ ان کو غلط اہمیت دی گئی۔ وہ کیا پبلک جلسہ کرتے، جلسے صرف احرار کے روکنے تھے۔ لیکن اس کے اندر ایک اور بات بھی پوشیدہ تھی کہ جب جلسوں کی اجازت ہو تو دونوں کو ہوگی۔ اس طرف صرف احرار کو احمدی کے مقابلہ میں رکھ کر ایک تو تحریک کو صرف احرار کی تحریک کہہ کر کمزور کرنا تھا۔ دوسرے ان کے ساتھ ساتھ مرزائیوں کو برابر حیثیت دے کر ان کو بھی آزادی دینی تھی۔

معزز عدالت! اگر آج اسی بات کو دہرایا جاتا کہ احرار ہونا خلاف قانون ہے۔ اسی طرح مرزائی ہونا بھی خلاف قانون ہے۔ نہ کوئی احرار کا ممبر بنے گا نہ احمدیت کا۔ یعنی انجمن احمدیہ ربوہ کا تو کہا جا سکتا تھا کہ ہاں بالمقابل جماعتوں کے ساتھ مساویانہ سلوک کیا گیا۔ لیکن احمدی بننے پر تو کیا پابندی لگ سکتی تھی۔ چوہدری ظفر اللہ خان کی برکت ہے۔ یہاں تو تمام پاکستانی وزراء، گورنروں کی متفقہ تجویز کہ مرزائی مسلمانوں میں تبلیغ نہ کریں۔ دریابرد ہوگئی۔

معزز عدالت! کروڑوں اہل اسلام کے نازک مذہبی احساسات کو اس طرح نظرانداز کر دینا قطعاً پاکستان کی کوئی خدمت نہیں نہ ہی مذہبی عدل وانصاف کا تقاضا۔ (جاری ہے)

## قاری محمد یحییٰ ہمدانی قصور کو صدمہ

ختم نبوت کے پرانے خادم ومجاہد قاری محمد یحییٰ ہمدانی مدظلہ قصور کے سسر سیّد انور علی ہمدانیؒ ۸؍دسمبر کو انتقال فرما گئے۔ مرحوم کی عمر سو سے چند سال کم تھی۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند اور ذاکر وشاکر انسان تھے۔ ۱۴۴۰ھ رمضان المبارک کے تمام روزے رکھے۔ تراویح، تلاوت قرآن کے معمولات جاری وساری رکھے۔ اصلاحی تعلق حضرت تھانویؒ کے حلقہ سے تھا۔ مولانا عبدالغنی پھولپوریؒ کے ایک خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور خط وکتابت کے ذریعہ اصلاحی تعلق رکھا اور شیخ کے فرمودات وارشادات پر عمل پیرا رہے۔ ان کی نماز جنازہ ان کے نواسے قاری مطیع الرحمٰن ہمدانی نے بستی چراغ شاہ قصور کی جنازہ گاہ میں پڑھائی، جس میں سینکڑوں سے متجاوز حضرات نے شرکت کی اور ان کے آبائی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ اللّٰھم اغفرلہ وارحمہ۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

## مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

# تبلیغی ودعوتی اسفار

**مولانا سعید الرحمٰن مدظلہ کی عیادت:** مولانا سعید الرحمٰن ہمارے سابق امیر بہاولپور الحاج محمد ذکراللہؒ کے فرزندارجمند، جامعہ خیرالمدارس ملتان کے فاضل، بزرگ عالم دین ہیں۔ آپ ایک عرصہ دارالعلوم مدنیہ بہاولپور اور ایک بنات کے مدرسہ کے استاذ الحدیث رہے ہیں، ستر سال کے پیٹے میں ہوں گے، عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں۔ مولانا محمد اسحاق ساقی کی معیت میں ۵/ردسمبر کو ان کی خدمت میں حاضری ہوئی اور ان کی عیادت کی۔ اللہ پاک آپ کو صحت و عافیت سے نوازیں۔

**مولانا مفتی عطاء الرحمٰن مدظلہ کی خدمت میں:** عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے نائب امیر، دارالعلوم مدنیہ کے شیخ الحدیث اور مہتمم ہیں، بہت ہی سلیم الفطرت انسان ہیں۔ مجلس کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور انہیں یہ سلسلہ وراثت میں ملا ہے۔ آپ کے والد گرامی مولانا محمد شریف بہاولپوری مجلس تحفظ ختم نبوت کے صدر المبلغین اور مرکزی مبلغ رہے۔ راقم نے ۵/ردسمبر کی شب دارالعلوم مدنیہ میں گزاری اور حضرت مولانا سے تفصیلی ملاقات کی۔

**لودھراں میں مذاکرہ:** عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لودھراں کے زیر اہتمام ۶/ردسمبر شام تین بجے سے مغرب کی نماز تک ختم نبوت کے عنوان پر مذاکرہ ہوا، جس کی صدارت جامعہ سراج العلوم لودھراں کے مہتمم وشیخ الحدیث مولانا محمد میاں نے کی، جبکہ جامعہ باب العلوم کہروڑپکا کے صدر المدرسین شیخ الحدیث مولانا منیر احمد منور مدظلہ مہمان خصوصی تھے۔ مذاکرہ کا اہتمام مولانا محمد مرتضیٰ نے کیا۔ مذاکرہ کی دو نشستیں ہوئیں، پہلی نشست کی صدارت مولانا سیّد احمد سعید کاظمی نے کی، جبکہ دوسری نشست مولانا محمد میاں کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ مذاکرہ سے راقم الحروف نے خطاب کیا۔ پہلی نشست میں تحریک ختم نبوت ماضی وحال کے آئینہ میں اور دوسری نشست تحریک ختم نبوت میں علماء کرام کی ذمہ داری کے عنوان سے خطاب کیا۔ مذاکرہ میں لودھراں شہر اور مضافات کے درجنوں علماء کرام شریک ہوئے۔ علماء کرام نے وعدہ کیا کہ وہ اپنے جمعۃ المبارک کے خطبات میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر ضرور بیان کریں گے۔ استاذ مکرم مولانا منیر احمد منور مدظلہ نے مختصر خطاب فرمایا۔ رات آرام و قیام جامعۃ الرحمٰن میں مولانا مفتی عبدالصمد مدظلہ کے ہاں رہا۔ مفتی صاحب مذکور جماعتی کاموں میں مولانا محمد مرتضیٰ کے دست و بازو ہیں۔

**حسن والا میں درس:** لودھراں کے محلّہ حسن والا میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا اعجاز مصطفیٰ مدظلہ کی قائم کردہ جامع مسجد خاتم النبیین میں ۷/ردسمبر صبح کی نماز کے بعد راقم نے درس دیا۔

**خطبۂ جمعہ:** ۶/ردسمبر جمعۃ المبارک کا خطبہ جامع مسجد علیمیہ خیر پور ٹامیوالی میں ہوا۔ مسجد ہذا اور ملحقہ مدرسہ کے مہتمم راؤ طارق محمود سابق ایم پی اے ہیں۔ مولانا حبیب اللہ رشیدی ناظم اور مولانا محمد عمر خطیب ہیں۔ ان حضرات کی فرمائش پر مولانا محمد اسحاق ساقی مدظلہ نے راقم کے جمعہ کا وعدہ فرمایا۔ الحمدللہ اللہ پاک نے اپنے فضل وکرم سے حاضری کی توفیق نصیب فرمائی۔ ایک زمانہ تھا کہ خیر پور ٹامیوالی میں مولانا مفتی غلام قادر اور قاری نیاز احمد سبز مسجد کا طوطی بولتا تھا اور ہمارے امیر مولانا سیّد منظور الحسن ہمدانی شہید تھے، جو

### اظہار تعزیت

۳۰/راکتوبر ۲۰۱۹ء کو مولانا عبدالباعث سومرو کا برضائے الٰہی انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم مولانا مفتی محمد ادریس سومرو کے بھتیجے اور داماد تھے اور مولانا محمد قاسم صاحب کے پوتے تھے اور مدرسہ انوار العلوم میں مدرس تھے۔

۷/ردسمبر ۲۰۱۹ء کو حضرت مولانا محمد قاسم سومرو کی اہلیہ کا انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا تجمل حسین نے حضرت مولانا محمد قاسم اور حضرت مولانا مفتی محمد ادریس سے تعزیت کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کی کامل مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

شیعہ سنی تناظر میں شہید کردیئے گئے۔ اب جامعہ خیرالعلوم میں دورۂ حدیث شریف تک اسباق ہوتے ہیں۔ مولانا ارشاد الحق مدظلہ شیخ الحدیث اور مولانا محمد عبداللہ مہتمم ہیں اور ایسے ہی ساوی مسجد کا نظام بھی چل رہا ہے، اگرچہ وہ فیوض و برکات تو نہیں، لیکن تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری و ساری ہے۔

اندرون سندھ کے پندرہ روزہ تبلیغی و تنظیمی دورہ کا آغاز ۱۰/دسمبر سے پنو عاقل سے ہوا۔ پنو عاقل مجلس کے زعماء قاری خلیل الرحمٰن، عبدالغفار شیخ، غلام شبیر شیخ اور دیگر رفقاء کی ملاقات سے ہوا۔

**مدرسہ مدینۃ العلوم میں طلبا سے خطاب:** مدرسہ مدینۃ العلوم پنو عاقل کے بانی خانقاہ عالیہ راشدیہ کے سائیں حماد اللہ ہالیجویؒ تھے۔ آپ نے ۱۹۵۳ء میں مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ اب مدرسہ جامعہ کی شکل اختیار کرچکا ہے۔ خانقاہ عالیہ ہالیجی شریف کے مولانا غلام اللہ کی سرکردگی میں ترقی کے منازل طے کررہا ہے۔ جس میں دورۂ حدیث شریف تک اسباق ہوتے ہیں۔ حضرت مولانا سائیں غلام اللہ مدظلہ کے حکم پر ظہر کی نماز کے بعد طلبا و اساتذہ کرام سے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے علماء کرام کی ذمہ داری کے عنوان پر بیان کی سعادت نصیب ہوئی۔

**ختم نبوت کانفرنس گمبٹ:** ۱۰/دسمبر عشاء کی نماز کے بعد رحمانیہ مسجد شیخ محلّہ میں ختم نبوت کے عنوان پر تربیتی پروگرام منعقد ہوا۔ صدارت مقامی امیر مولانا حکیم عبدالواحد بروہی رانی پور نے کی۔ کانفرنس سے مولانا تجمل حسین، مولانا قاضی احسان احمد اور راقم کے بیانات ہوئے۔ تربیتی پروگرام رات تک جاری رہا، جس میں کثیر تعداد میں سامعین نے شرکت کی۔ ہمارا مجلس کا دفتر ایک عرصہ تک اسی مسجد میں رہا۔

**ختم نبوت کورس کنڈیارو:** مدرسہ دارالقرآن سرھہ میں ۱۱، ۱۲/دسمبر کو ختم نبوت کورس منعقد ہوا۔ کورس کا اہتمام مقامی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے کیا۔ استاذ العلماء حضرت مولانا محمد ادریس سومرو مدظلہ کی سرپرستی میں فاضل نوجوان مولانا عطاء اللہ سلمہ نے شب و روز محنت کی۔ ۱۱/دسمبر صبح نو بجے سے ساڑھے گیارہ تک مولانا تجمل حسین، مولانا قاضی احسان احمد اور راقم کے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت، امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور، قادیانیوں کی ملک و ملت دشمنی پر لیکچر ہوئے۔ ۱۲/دسمبر صبح نو بجے سے بارہ بجے تک دوسری نشست منعقد ہوئی۔ نشست کا افتتاح مولانا محمد ادریس سومرو مدظلہ کے بیان سے ہوا۔ بعدازاں مولانا تجمل حسین، مولانا قاضی احسان احمد، راقم نے قادیانی اور دوسرے کافروں میں فرق، مرزا غلام قادیانی کا غلیظ کردار اور رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام کے عنوان پر مذکورہ بالا علماء کرام کے ساتھ ساتھ راقم نے اسباق پڑھانے میں حصہ لیا۔ مولانا قاضی احسان احمد نے سوالات مرتب کئے۔ مولانا تجمل حسین نے شرکاء کورس سے سوالات کئے صحیح جواب دینے والوں کو تذکرہ مجاہدین ختم نبوت اور کلیات اشعرؒ دس شرکاء کو بطور انعام دی گئیں۔

**مولانا محمد قاسم سومرو سے تعزیت:** مولانا محمد قاسم سومرو، مولانا محمد ادریس اور مولانا سلیم اللہ سومرو کے والد گرامی اور استاذ العلماء ہیں۔ بنات کو احادیث نبویہ کی تعلیم دیتے ہیں، پچھلے دنوں ان کی اہلیہ محترمہ کا انتقال ہوا۔ مبلغین نے حضرت موصوف سے تعزیت کا اظہار کیا اور مرحومہ کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔

**جامعہ دارالعلوم فضلیہ سیدو باغ کے طلبا سے خطاب:** جامعہ کے بانی مولانا ولی اللہ متحرک اور فعال عالم دین ہیں۔ انہوں نے سیدو باغ کے علاقہ میں سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے مشہور شیخ اور ہمارے دادا پیر حضرت بہلویؒ کے مرشد حضرت فضل علی قریشیؒ مسکین پور شریف مظفرگڑھ کی نسبت سے دارالعلوم کی بنیاد رکھی۔ درجہ سادسہ تک اسباق ہوتے ہیں۔ ۱۱/دسمبر کو عصر کی نماز کے بعد مولانا قاضی احسان احمد نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر مختصر خطاب فرمایا اور طلبا و اساتذہ کرام سے ختم نبوت کے لئے کام کرنے کا عہد لیا۔

**سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس ہالانی:** جامع مسجد فاروق اعظم میں ۱۱/دسمبر کو عشاء کی نماز کے بعد سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کا اہتمام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مقامی شاخ نے کیا۔ مولانا تجمل حسین، مولانا قاضی احسان احمد اور راقم نے سیرت طیبہ اور ختم نبوت کے عنوان پر خطاب کیا۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہی۔

**نور مسجد نواب شاہ میں ختم نبوت کانفرنس:** ۱۳/دسمبر عشاء کی نماز کے بعد جامع مسجد نور منو آباد نواب شاہ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ صدارت مقامی امیر مولانا مفتی محمد ادریس نے کی۔ کانفرنس کے مہمانِ خصوصی خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ پھلن شریف مظفرگڑھ کے سجادہ

نشین حضرت مولانا پیر عبدالحمید مدظلہ تھے۔ کانفرنس سے مولانا تجمل حسین، مولانا قاضی احسان احمد اور راقم کے بیانات ہوئے۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہی۔ رات کا قیام دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں رہا۔ نواب شاہ دفتر کی تعمیر میں مقامی مبلغ مولانا تجمل حسین سلمہ نے دن رات محنت کی اور سہ منزلہ کوہ قامت عمارت کھڑی کردی۔

**خطبۂ جمعہ:** راقم نے جامع مسجد رحمت، مولانا قاضی احسان احمد اور مولانا تجمل حسین نے بھی دو مساجد میں جمعۃ المبارک کا خطبہ دیا۔ بعدازاں ایک جماعتی دوست کے بیٹے کے نکاح میں شرکت کی اور عصر کی نماز کے بعد ٹنڈو آدم کے لئے سفر کیا۔

**ٹنڈو آدم میں ختم نبوت کانفرنس:** ۱۳/دسمبر جمعۃ المبارک کے روز ٹنڈو آدم میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم نے ٹنڈو آدم کی مرکزی مسجد میں کانفرنس کی پہلی نشست سے ولولہ انگیز خطاب فرمایا۔ حضرت ناظم اعلیٰ صاحب دامت برکاتہم، علامہ احمد میاں حمادی مدظلہ کی ذاتی فرمائش و استدعا پر عرصہ دراز کے بعد تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ بہاولپور کے مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی بھی شریک سفر تھے۔ دوسری نشست عشاء کی نماز کے بعد تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوئی۔ تلاوت ونعت کے بعد مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا تجمل حسین نواب شاہ، مولانا توصیف احمد حیدرآباد، محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا راشد مدنی، مولانا طاہر مکی، مولانا حبیب الرحمٰن کے بیانات ہوئے۔ آخری خطاب خطیب خوش الحان مولانا قاری کامران احمد حیدرآباد کا ہوا۔ کانفرنس ایک بجے رات تک جاری رہی۔ کانفرنس میں ہزاروں مسلمانوں نے جوش و جذبہ کے ساتھ شرکت کی اور عقیدہ ختم نبوت، ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے تجدید عہد کا اعلان کیا۔

**جامعہ خاتم النبیین میں درس:** جامعہ خاتم النبیین حضرت مولانا احمد میاں حمادی مدظلہ کے فرزند نسبتی مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن نے قائم کیا۔ اب بھی ان کی سرپرستی میں مفتی صاحب کے فرزند ارجمند مولانا حبیب الرحمٰن چلارہے ہیں۔ راقم نے رات مفتی صاحب کے جامعہ میں قیام کیا اور اگلے دن صبح کی نماز کے بعد ان کی مسجد میں بیان ہوا۔

**لیبر کالونی حیدرآباد میں جلسہ:** ۱۴/دسمبر لیبر کالونی سائٹ ایریا کی مساعی سے حیدرآباد کے مقامی شادی ہال میں جلسہ منعقد ہوا، جس کی صدارت مولانا بشیر احمد نے کی، جبکہ مہمان خصوصی مولانا سیف الرحمٰن آرائیں تھے۔ جلسہ سے مولانا توصیف احمد اور راقم (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی) کے بیانات ہوئے جلسہ میں سینکڑوں مسلمانوں نے جوش وخروش کے ساتھ شرکت کی اور قادیانیوں سے بائیکاٹ کا وعدہ کیا۔

**جامعہ خاتم النبیین کوٹری میں تربیتی پروگرام:** جامعہ خاتم النبیین شہید ختم نبوت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ کے بھائی مولانا رب نوازؒ نے قائم کیا، ان کی وفات کے بعد مرحوم کے فرزند ارجمند مولانا محمد عاصم سلمہ نے انتظام سنبھالا ہوا ہے۔ ۱۵/دسمبر تین بجے سہ پہر جلسہ ترتیب دیا، صدارت حاجی محمد زمان خان نے کی۔ راقم نے تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں امت مسلمہ کی لازوال قربانیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے شہدائے ختم نبوت کو خراج تحسین پیش کیا اور سامعین سے عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کا عہد لیا۔

**لیبر کالونی کوٹری میں کانفرنس:** ۱۵/دسمبر جامع مسجد خدیجۃ الکبریٰ میں عشاء کی نماز کے بعد ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ صدارت مولانا محمد عاصم مدظلہ نے کی۔ کانفرنس سے راقم کا تفصیلی بیان ہوا۔ لیبر کالونی کوٹری ضلع جامشورو میں قادیانیوں کی سرگرمیاں ہیں، ان کے انسداد کے لئے مسلمانانِ کوٹری کو قادیانیوں کے غلیظ عقائد سے آگاہ کیا گیا۔ جلسہ رات گئے تک جاری رہا۔

**میر پور خاص میں بیان:** اس تنظیمی دورہ میں میر پور خاص کے مبلغ مولانا مختار احمد سلمہ نے دوروزنوٹ کرائے۔ ۱۶/دسمبر ظہر کی نماز کے بعد جامعہ دارالسلام للبنات ہمدانی کالونی میں مولانا قاری عبدالستار نے خواتین وبنات کے لئے جلسہ کا اہتمام کیا، جس میں جامعہ کی بنات کے علاوہ سینکڑوں خواتین نے بھی شرکت کی۔ تلاوت و نعت کے بعد مولانا مختار احمد نے مختصر بیان کیا، ان کے بعد راقم الحروف نے ''عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے خواتین و بنات اپنے اپنے دائرہ میں کیا کام کرسکتی ہیں'' ان ذمہ داریوں پر بیان کیا۔ نیز خواتین سے اصلاحی خطاب بھی کیا۔

**جھڈو میں جلسہ:** جھڈو ضلع میر پور خاص کا اہم قصبہ ہے۔ جہاں کئی ایک مدارس تعلیم و تربیت فریضہ سرانجام دے رہے ہیں، ان میں حافظ عمر دین نے صغیر کالونی میں مدرسہ قائم کیا،

جس میں مقامی بچوں کی حفظ وناظرہ میں کل وقتی اور جزو وقتی کلاسیں ہوتی ہیں۔ حافظ عمر دین مدظلہ کی فرمائش پر ۱۶ردسمبر عشاء کے بعد جامع مسجد نورالاسلام میں جلسہ منعقد ہوا، جس کی صدارت حافظ عمر دین نے خود کی۔ مولانا مختار احمد اور راقم کے بیانات ہوئے۔ رات کا آرام و قیام حافظ محمد شریف مدظلہ کے ہاں تھا۔ حافظ صاحب کا مدرسہ ہمارے مولانا محمد علی صدیقیؒ کا سب ہیڈ کوارٹر تھا۔ مولانا تھرپارکر اور دوسرے علاقوں سے پھرتے پھراتے حافظ محمد شریف مدظلہ کے ہاں ضرور تشریف لاتے۔ چنانچہ ۱۷ردسمبر کو صبح کی نماز کے بعد مدرسہ کی مسجد میں راقم کا تفصیلی بیان ہوا۔ بعدازاں مولانا محمد علی صدیقی مرحوم کے مجاہدانہ کارناموں کا مجلس میں تذکرہ ہوتا رہا۔ مولانا محمد علی صدیقیؒ نے ان علاقوں میں خاصا وقت گزارا ہے۔

**شعورِ ختم نبوت تربیتی کنونشن:** ۱۷ردسمبر ظہر کی نماز کے بعد جامعہ اسلامیہ قاسمیہ ماتلی میں شعورِ ختم نبوت تربیتی کنونشن منعقد ہوا۔ صدارت مولانا محمد رمضان سومرو نے کی۔ کنونشن سے مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد حنیف سیال، مولانا توصیف احمد، مولانا محمد اسماعیل قاسمی اور راقم نے خطاب کیا۔ مدرسہ کے بانی بلبل سندھ مولانا سائیں عبدالغفور قاسمیؒ سجاول تھے۔ آپ کے حکم سے امام الصرف مولانا محمد عباس تھری اس کے انچارج رہے۔ ان کی وفات کے بعد مولانا محمد رمضان سومرو نے نظم سنبھالا ہوا ہے۔ کنونشن میں ماتلی اور قرب و جوار کے عوام نے بھرپور شرکت کی۔ مدرسہ کی انتظامیہ نے مہمانانِ گرامی کا خوب اعزاز واکرام کیا، سامعین نے پُرجوش نعرے بھی لگائے۔

**ختم نبوت چوک کا افتتاح:** ٹنڈو غلام علی سے ماتلی کی طرف آتے ہوئے، چوک کا نام ختم نبوت چوک رکھا گیا۔ چوک کا افتتاح حضرت مولانا سائیں عبدالغفور قاسمیؒ کے جانشین مولانا محمد اسماعیل قاسمی مدظلہ نے کیا، مہمان خصوصی مولانا قاضی احسان احمد اور راقم الحروف تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بدین کی طرف سے خوبصورت بورڈ نصب کیا گیا۔

**گوٹھ نبی بخش کمبوہ میں ختم نبوت کانفرنس:** گوٹھ اہل حق کا قدیمی مرکز ہے۔ تمام اہالیان اہلِ حق کی جماعتوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ علماء کرام کی مساعی جمیلہ سے گوٹھ میں چار مساجد ہیں اور چاروں آباد ہیں۔ دارالعلوم الفاروقیہ کے نام سے اہل حق کی قدیمی درس گاہ ہے۔ جس کا اہتمام مولانا قاری عبدالمجید فاروقی کمبوہ کے ہاتھوں میں ہے۔ دارالعلوم فاروقیہ میں اکابرین علماء کرام کا ورود مسعود ہوتا رہتا ہے۔ گوٹھ کی مرکزی مسجد میں عشاء کی نماز کے بعد ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ نقابت کے فرائض علاقائی مبلغ مولانا محمد حنیف سیال نے سرانجام دیئے، جبکہ کانفرنس سے مولانا توصیف احمد، مولانا قاضی احسان احمد اور راقم کے بیانات ہوئے۔ کانفرنس میں سینکڑوں سے متجاوز حضرات نے شرکت کی۔ کانفرنس میں عقیدۂ ختم نبوت سمیت عقائد واعمال کی اصلاح کے سلسلہ میں تقاریر ہوئیں۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہی۔

**مولانا زبیر احمد کی خدمت میں:** مولانا حافظ زبیر احمد مدظلہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام کے متحرک وفعال بزرگ راہنما ہیں۔ ان کی فرمائش پر ٹنڈو غلام علی میں ان کے ادارہ میں حاضری ہوئی۔

**دو روز میرپور خاص میں:** حافظ بشیر احمد مدظلہ مجلس کے قدیمی ساتھی ہیں بنیادی طور پر بھکر پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں، ہمارے ساتھی مولانا محمد علی صدیقیؒ کے قریبی دوستوں میں سے ہیں، کسی صاحب خیر نے انہیں میرپور خاص میں خوبصورت مسجد اور مدرسہ بنا کر سپرد کیا۔ درجنوں بچے ان کے ادارہ میں حفظ وناظرہ کی تعلیم حاصل کررہے ہیں، ان کے ادارہ سے دو بچوں کا حفظ قرآن مکمل ہوا تو تکمیل قرآن کی تقریب انہوں نے منعقد کی۔ راقم نے فضائل قرآن اور دینی مدارس اور مکاتب قرآنی کی افادیت وضرورت پر بیان کیا اور دو بچوں نے آخری سبق سنایا، تقریب میں اہلِ محلّہ نے بھی بھرپور شرکت کی۔

**عمیر کالونی مسجد میں بیان:** حافظ بشیر احمد مذکور کے فرزند ارجمند قاری عبدالرحمٰن سلمہ ہمارے چناب نگر کے سالانہ کورس میں بھی شریک ہوئے۔ متحرک جماعتی ساتھی ہیں، عمیر کالونی کی جامع مسجد علی المرتضٰی میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیتے ہیں، ان کی استدعا پر عشاء کی نماز کے بعد عقیدۂ ختم نبوت کی عظمت واہمیت پر مختصر بیان ہوا۔

**شہدائے تیزگام کی یاد میں جلسہ:** رائے ونڈ کے سالانہ تبلیغی اجتماع میں شرکت کرنے والے احباب کی بوگی میں آگ لگ گئی یا کسی منصوبہ اور سازش کے تحت لگائی گئی، کیونکہ ان دنوں اسلام آباد میں مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم کا آزادی مارچ چل رہا تھا۔ تمام ذرائع اس کے مخالف وموافق تبصروں پر لگے ہوئے تھے۔ عینی

شاہدین کا بیان ہے کہ آگ لگائی گئی اور یہ میڈیا پر آ چکا ہے، لیکن آج تک کوئی انکوائری کمیشن نہیں بن سکا، جس سے آگ لگائے جانے والے خدشہ کو تقویت ہوتی ہے۔ وہ بوگی میر پور خاص کے لئے ریزرو تھی۔ دسیوں مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا تو ان کی یاد اور انہیں ایصال ثواب کے لئے ۱۸/دسمبر عشاء کی نماز کے بعد جامع مسجد بسم اللہ حمید پورہ میں تعزیتی جلسہ ہوا۔ تلاوت ونعت کے بعد مولانا مختار احمد اور راقم الحروف کے بیانات ہوئے۔ شہدائے تیز گام کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی اور دعائے مغفرت کی گئی۔ تقریب میں سینکڑوں حضرات نے شرکت کی۔ اللّٰھم اغفرلھم وارحمھم واعف عنھم وعافھم۔

**مرکز ختم نبوت میں بیان:** ہمارے مولانا محمد علی صدیقیؒ میر پور خاص میں کسمپرسی کی زندگی گزارتے رہے۔ مدینہ مسجد والوں نے مراحم خسروانہ کے تحت اپنی مسجد کے حجروں میں سے ایک حجرہ مولانا کو دیا ہوا تھا، ان کی وفات کے بعد وہ رعایت بھی ختم کردی گئی تو اللہ پاک نے اپنے فضل وکرم سے دفتر کے لئے قطعۂ اراضی عنایت فرمایا۔ مولانا مختار احمد مبلغ شب وروز محنت کر کے مسجد اور دفتر کا قیام عمل میں لائے۔ چنانچہ ۱۹/دسمبر کو صبح کی نماز کے بعد اپنے مرکز میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی عظیم الشان خدمات اور دفاتر کی ضرورت وافادیت پر تقریباً آدھ گھنٹہ درس دیا۔ درس سے فراغت کے بعد براستہ نواب شاہ، سکھر کے لئے روانگی ہوئی۔

**رک شہر میں جلسہ:** رک شکار پور کا ضلع ہے۔ چناب نگر کے سالانہ کورس میں بیان سے کچھ طلبا نے شرکت کی تھی۔ انہیں معلوم ہوا کہ ان کے اساتذہ کرام علاقہ کے تبلیغی دورہ کے لئے تشریف لا رہے ہیں تو انہوں نے عشاء کے بعد پروگرام ترتیب دیا، تلاوت کے بعد قاری محمد آصف ندیم اور جناب طاہر بلال چشتی کی نعتیں ہوئیں اور مولانا محمد حسین ناصر مبلغ سکھر، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی لاہور اور راقم کے بیانات ہوئے۔

**رستم میں ختم نبوت کانفرنس:** رستم شکار پور ضلع کا معروف قصبہ ہے۔ یہ ضلع مولانا ظفر اللہ سندھی کا حلقہ ہے۔ مولانا ظفر اللہ سندھی نے ہمارے جامعہ ختم نبوت چناب نگر سے مکمل تعلیم حاصل کی اور ضلع شکار پور، کندھ کوٹ اور لاڑکانہ علاقہ کے مبلغ بنائے گئے۔ نوجوان اور متحرک عالم دین ہیں، سندھی زبان پر دسترس رکھتے ہیں اور سندھ کے دیہاتی اور شہری علاقوں میں سندھی زبان میں بیان کرتے ہیں، انہوں نے رستم میں مضبوط یونٹ تشکیل دیا اور ان کی سرپرستی سندھ کی معروف درسگاہ ''پیر شریف'' کے سجادہ نشین حضرت اقدس سائیں عبدالمجیب قریشی دامت برکاتہم فرما رہے ہیں۔ سائیں کے والد گرامی سندھ کے بہادر عالم دین اور پیر طریقت تھے۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اندرون ملک ہزاروں میل سفر فرمائے، آپ کی زندگی میں قادیانیوں نے قنبر کے ضلع میں تبلیغی اجتماع رکھا۔ حضرت والا نے اپنے مریدین کو حکم دیا کہ لنگ کس کر میدان میں آ ؤ اور اس وقت تک میدان میں رہو جب تک قادیانیوں کے اجتماع پر پابندی نہیں لگ جاتی۔ ایس ایم عباسی سندھ کے گورنر تھے اور بہاولپور عباسی نواب خاندان سے تعلق تھا۔ انہیں معلوم ہوا تو انہوں نے ضلعی انتظامیہ کو حکم دیا کہ حضرت والا کا ہر مطالبہ مان لو، چنانچہ حضرت والا نے مطالبہ کیا تھا کہ ان کے ضلع میں قادیانیوں کی تبلیغی وارتدادی سرگرمیوں پر پابندی عائد کی جائے اور ان کے اجتماع پر بین لگادیا جائے، چنانچہ حضرت پیر والوں کا مطالبہ مان لیا گیا اور ضلع قنبر علی خان میں قادیانیوں کے اجتماعات پر پابندی لگادی گئی۔ حضرت سائیں عبدالمجیب قریشی بھی اپنے والد گرامی حصرت سائیں عبدالکریم قریشیؒ کی کاپی ہیں۔ موخر الذکر جمعیت علماء اسلام کے مرکزی امیر بھی رہے۔ انہوں نے اپنی زندگی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خوب سرپرستی کی سائیں عبدالمجیب قریشی مدظلہ بھی ہمارے مبلغ کی بھرپور سرپرستی فرماتے ہیں اور ان کے حلقہ کے مریدین بھی اپنے شیخ کی اتباع میں تحفظ ختم نبوت کے لئے ہمہ وقت کمر بستہ رہتے ہیں۔ بہرحال رستم کے مین بازار میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت سائیں عبداللہ مہر سومرانی شریف نے کی۔ کانفرنس سے مرکز سے مولانا محمد حسین ناصر سکھر، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی لاہور اور راقم کے بیانات ہوئے جبکہ مولانا رفیق احمد توحیدی، مولانا غلام اللہ مہر درگاہ سومرانی شریف، مولانا محمد نظام، مولانا محمد طیب میکھو نے سندھی زبان میں بیانات کئے۔ کانفرنس جوش وخروش کے ساتھ رات گئے تک جاری رہی۔ جناب طاہر بلال چشتی، قاری محمد آصف ندیم پنجاب سے آئے ہوئے نعت خوانوں نے اپنی آواز کے جادو جگائے۔ کانفرنس کا انتظام مولانا عبدالحکیم صدیقی، مولانا عبدالحلیم مہر، فضل الرحمٰن مہر نے کیا۔☆☆

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

# 27 واں سالانہ ختم نبوۃ کورس

بمقام
مدرسہ ختم نبوۃ
مسلم کالونی
چناب نگر

نامور علماء ومناظرین وماہرین فن لیکچر دیں گے
انشاءاللہ

بتاریخ
28 مارچ 2020 تا 19 اپریل 2020
بمطابق
۴ شعبان ۱۴۴۱ھ تا ۲۶ شعبان ۱۴۴۱ھ

زیر سرپرستی
حضرت استاذ المحدثین مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم
امیر مرکزیہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

- کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم ازکم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے
- شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا جس کی قیمت تقریباً پانچ ہزار ہوگی
- کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب دی جائیں گی
- داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو۔
- موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

درخواستوں کیلئے پتہ
شعبہ نشر واشاعت
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ چناب نگر ضلع چنیوٹ

برائے رابطہ
مولانا عزیز الرحمٰن ثانی
0300-4304277
مولانا غلام رسول دین پوری
0300-6733670